Vazīr, Muḥammad Vazīr Khān
Dīvān-i Vazīr

قطعہ تاریخ از نتایج طبع نگین محمد عبد الصمد خان منصرم مطبع ساکن میرٹھ

کیا ہی عمدہ عجیب دیوان ہے
طرح خوان جسکا ہر سخندان ہے

دیکہو یہ ہے کلام کی تاثیر
جان و دل سے ہر ایک خواہان ہے

وہ مرصع ہر اک غزل لکہی
جس سے شان سخن نمایان ہے

فکر تاریخ شوق تہا مجکو
کہا ہاتف نے کیون تو حیران ہے

لکہدے تاریخ شوق سے اب یہ
بے بدل بے نظیر دیوان ہے

قطعہ تاریخ من نتایج طبع سلیم و فہیم منشی عبد الحکیم صاحب متخلص حکیم ساکن میرٹھ

یہ کیا نسخہ ہے کہ جسکو دیکہنا ہو
ہیں ارباب خرد اسکے ثنا گر
مشام عاشقان کو زلف مشکین
حکیم آخر بنا کیا چیز ہے یہ ہی
کہا ہاتف نے کر تکلیف تاریخ
کہا ہینے زہے شوق خوش مضمون

ہجوم رنگ و بو ہے صحن گلزار
ہیں اصحاب سخن اسکے خریدار
نگاہ طالبان کو حسن رخسار
کہا نظم و نثر رنگ کردار
کہ ہے سب شاعرون کا یہی غمخوار
کہا ہاتف نے شیرین گفتار

یہ کیا نسخہ ہے کہ جسکو دیکہو
برائے طبع موزون خوان نعمت
ہیں سب اہل طبیعت اسکے مشتاق
مرتب ہو گئی نظم دل آویز
کہا اسنے کہ پہلے تم کرو فکر
کہا ہاتف نے فردوس مضامین

بہار بیخزان گلہائے بیخار
برائے قلب صافی فیض انوار
فدا طبع سخنور اسپہ سو بار
ہوا دیوان چہپ کر جب تیار
ہوئی تاریخ ہے بارہ مین تکرار
کہا اسنے بہارستان اشعار

قطعہ تاریخ من نتایج طبع سخنور منشی محمد اکبر صاحب متخلص اکبر ضلعدار سابق نہر

کیا طبع وزیر زور پر ہے
دیوان مین طاقت سخن پیدا
اللہ نے دی ہے چشم بینا
اکبر یہ فصاحت سخن دیکہ

لوگ اس سخنوری کے ثناخوان کیون نہون — ہر اہل دل کو شوق سے ہے ہر دم فراغ ہے

تہی فکر سال مجکو کہ گلشن مین ناگہان
بلبل چہک کے بولا کہ سیراب باغ ہے

۱۲ ۱۲۹۱

قطعہ تاریخ من نتایج طبع منشی محمد نثار علی صاحب شہرت دہلوی کا دیوان

جناب حضرت مخدوم خان صاحب کے ہے قبلہ — کہ ہین اخلاق اور اشفاق مین اپنے وہ لاثانی
کلام پر معانی کی نہین تعریف ہو سکتی — جو زندہ رہتے دیتے داد غالب اور خاقانی
زبان شستہ مضامین عمدہ ہین دیوان مین آئے — جو اک مصرع کو پڑہ لے اسکو آجائے غزلخوانی
زبانی حاسدون کی گفتگو کا ہین نہین تگ بل — لو آؤ دیکھو دیوان اسکو کہتے ہین سخندانی

یون ہی بیٹھا ہوا تاریخ تہا فکر مین شہرت
کہا ہاتف نے لکھدو ہے کلام خوب لاثانی

۱۲۹۱

از نتیجہ فکر جناب منشی احمد حسن صاحب زاہدی سکریٹری سوسائٹی [illegible]

لکھا خوب دیوان مرے دوست نے — ہر اک جسکا خواہان ہے اہل سخن
ہین اشعار اسمین نئے رنگ کے — یہ دیوان نہین بلکہ ہے یہ چمن
کلام سخن کی ہوئی ہے یہ دہوم — ثناخوان ہین اہل عجم اور دکن

جو ہاتف سے تاریخ پوچھی گئی
کہا بے بہا گلستان سخن

۱۲۹۱

قطعہ تاریخ طبع دیوان ترما اوش خامہ واقف اسرار خفی وجلی منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری بنارس دام فیوضکم

وزیر نکتہ دان کا جب چھپا دیوان کہ دنیا مین — بلاغت ہے فصاحت ہے فصاحت ہے بلاغت ہے

چمن مین مجکو فکر سال طبع تھی کہ بلبل نے — کہا اے گل نہین دیوان ہے یہ باغ فصاحت ہے

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان حکیمدہ کلک حسرت سحبان یکتائے زمان منشی نصیر علیخان صاحب ڈپٹی کلکٹر دام اجلالکم

ترتیب دیا گیا یہ دیوان — جب دم بہ وفور زیب و تزئین

ہاتف نے کہا نصیر علیخان — دیوان وزیر خان ہے رنگین ۹۱ ۱۲

قطعہ تاریخ از نتائج طبع سعادت نشان حافظ عبدالرحمن خان صاحب خلف الصدق محمد وزیر خان صاحب مصنف دیوان ہذا

دیوان چھپا جو والد ماجد کی فکر سے — دیوان کیا ہے راہ سخن کا چراغ ہے

تحریر وہ کہ اسکے نظارہ سے ہو سرور — گویا ہر ایک دایرہ مے کا ایاغ ہے

وہ ذہن جس سے فخر بیان کو ہو نصیب — جس سے سخن کا عرش برین پر دماغ ہے

سر بہ ہین جدا کر شیفتہ نے
کہا دل سے سراج پر صبا ہے

تاریخ طبع منشی محمد صدر الدین صاحب متخلص صدر متوطن اکبرآباد شفیق مصنف دلی

چلا صدر انبالہ سے شوق ہین
برائے قدمبوسی ہمرنا و پیر

ہوا ساعت نیک ہین جو یہ قصد
گزرگاہ میرٹھ ہوا دل پذیر

ملا دوست دیرینہ سے بر ملا
کہ ہے نام جنکا محمد وزیر

ملاقات کے بعد پہر گفتگو
زبان سے لگے کرنے وہ بینظیر

ہوا ذکر پہر شعر و اشعار کا
تو فرمایا دیوان بنام وزیر

ہوا جب کہ تیار ہے اندنون
لکہا اُسمین ہین نے قلیل و کثیر

جو دیکہا ہر اک شعر سلک گہر
ہر اک نکتہ شعری صفت بے نظیر

مجہے فکر تاریخ کی ہو گئی
تو آسان کر اسکو رب قدیر

ہوئی غیب سے یہ ندا صدر کو
۱۲۹۱
ہوا خوب دلکش دیوان وزیر

از نتیجہ فکر جناب منشی غلام حسین صاحب متوطن قیض آباد متعلقہ حکمت بنگال گورکپور

مطبوعہ طبع اہل معنی
خوش نسخہ دل کشا مرتب

تاریخ سر نیاز و اخلاص
دیوان وزیر شد مرتب

۱۲۹۱
۱۲

لٹ بے سر اندیشہ کہا رنج نے دل سے
دیوان ہے ابدل کہ گلستان فصاحت

قطعہ تاریخ جلپہ خامہ رنگین سخندان شاہ شیخ کریم الدین صاحب اشک سلمہ اللہ تعالی

ہوا جب طبع یہ دیوان مطبوع
فیوض موج ابر شاعری سے
ترقی ہے سخن کو شکر صد شکر
سخن وہ چیز ہے جسکے سبب سے
ہما ہے چھپنے کی اس دیوان کے اے اشک

تو کیا کیا خوش ہوئی میری طبیعت
غنیمت ہے غنیمت ہے غنیمت
پہلا پہولا گلستان مسرت
رہے گا نام جاری تا قیامت
ہوئی تاریخ کی آکر ضرورت

سر دشمن جدا بس کرکے دل سے
کہا یہ ہے دُر بحر بلاغت

قطعہ تاریخ از طبع رسا و فہم ذکا قاضی شفاعت احمد صاحب متخلص شگفتہ رئیس امروہہ

عجب دیوان ہے ناز و کرشمہ
معانی ہین ادائے دلربا ہے
وہ انداز زبان دل جسپہ قربان

کہ ہر نقطہ پہ جسکے جان فدا ہے
ادائے لفظ مین طرز ادا ہے
صفائے لفظ کا عالم بیا ہے

وزیر نکتہ دان کا ہے یہ دیوان
جہان مین جسکا شہرہ جابجا ہے

کیا تیز رو ہین گرم روان رہ عدم	غافل یہ راہ سب کے لئے ناگزیر ہے
سچ ہے کہ ذکر عیش کا بھی نصف عیش ہے	حسرت یون ہی نکال کہ دور اخیر ہے
ظاہر تو کوئی حیلہ یاد آوری نہین	ہان یادگار کچھ سخن دلپذیر ہے
لکھے ہوے کا صفحہ سے مٹنا محال ہے	تحریر بھی تو مات کی گویا لکیر ہے
سنتے ہی دل نے چاہا کہ چھپوایئے اسے	مانا کہ اندنون مین تردد کثیر ہے

سوچا جو سال طبع تو ہاتف نے یون کہا

دیکھو یہ ہی تراوش کلک وزیر ہے ١٢٩٠

قطعہ تاریخ تراوش کلک سحر آگین نکتہ سنج حکیم محمد فصیح الدین صاحب رنج رئیس میرٹھ

احباب سخن سنج کو ہو مژدہ گلگشت	یعنی کہ شگفتہ ہے گلستان فصاحت
کیا موج نگاری ہو کہ ہر بحر غزل کی	ہر موج مین موّاج ہے عمان فصاحت
مضمون ہے ہر اک شعر کا لفظون مین گہر ریز	ہر بحر مین ٹپکا ہے یہ نیسان فصاحت
دیکھو تو گل افشانی گفتار سخنگو	پھولا ہوا آنکھون مین ہے بستان فصاحت
جدول کی کنارے ہے عجب نقطون کا عالم	روشن ہین لب جو یہ چراغان فصاحت
پر رعب ہے ہر شعر کا مضمون صفت شیر	اعدا کو یہ دیوان ہے نیستان فصاحت

جو وقت سنا ہو گیا دیوان مرتب

باشان بلاغت وہ بہ سامان فصاحت

تقریظ رنگینہ کلک حافظ محمد امداد حسین صاحب تخلص ظہور

سبحان اللہ کیا دیوان ہے کیا آب و تاب مضامین سے سخن سنجون کی جان ہے ظہوری ظہور نوای نوا فغانی فغان کلیم کلام نظامی نظام معزی عزت فطری فطرت شانی شان جان والا دودمان سخن سنج معنی شناس دقیقہ رس نکتہ یاب مشہور نزدیک و دور خرج شاعری کا رخشندہ ہور رشک میر حضرت وزیر کا کلام ہے فصاحت آساس نازک مضمون بلاغت نظام ہے۔ ہر ایک شعر مین وہ ادا سخن۔ کہ رنگ سخن ہے چمن در چمن ہر مضمون مین ایک بات ہے ہر بات مین خوبی کی گہات ہے۔ واقعی یہ دیوان سخن سنجون کا دلپسند بلکہ جان سے زیادہ عزیز ہے کہ اسکا مصنف خلیق لئیق سخندان والا شان اور ہر دل عزیز ہے یہ دیوان ہے یا سحر بابل ظہور۔ کہ ہر لفظ پر جان قربان ہے یہ دیوان ہے کہ یا کہ تعویذ جان۔ کہ دلبستگی کا سامان ہے۔ ادا سے سخن مین ادا سے ادا ہے سخن اسکی خوبی پر حیران ہے اللہ تعالے مصنف اور کاتب اور مصحح سب کو سلامت رکھ

قطعہ تاریخ انطباع دیوان از طبع ہیچمدان احمد حسین دہقان محمد وزیر خان مصنف دیوان

دیوان جب قلم سے مرے ہو چکا تمام	جسنے سنا اوسی نے کہا بے نظیر ہے
کیا اعتبار زندگی مستعار کا	خالی فنا سے کون جوان اور پیر ہے

مجکو اسد ام بلا سے کر رہا	جان و تن ہیں میرے تجہ پر فدا یا الہی یا الہی یا الہٰ	نام پر ہوں تیرے میں عاشق سدا ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	ذات تیری کبریا ہے کبریا
بارگہ عالی کا تیرے یہ فقیر	عاجز و دلچار و بیکس ہے وزیر یا الہی یا الہی یا الہٰ	بہر آل مصطفی از بہر پیر ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	اُسکے دکہ کا مدعا ہووین پذیر

قطعہ

کروں میں کیا گلہ بخت نارسا افسوس
یہاں میں کوئی بہی سنتا نہیں فریاد میری

خدا نے بہی نہ سنی حشر میں میری فریاد
تری جفا کی جو حامی ہوئی وفا میری

ولہ

کسیکے درد کو ہمدم بٹا نہیں سکتا
لکہا نصیب کا کوئی مٹا نہیں سکتا

متاع دل تو یہاں تو نے ساری غارت کی
لباس ظاہری بندہ لٹا نہیں سکتا

ولہ

بے نیازی اپنی عادت اے ستمگر چھوڑ دے
دل دکھانا ہر کسی کا اب یہ خوگر چھوڑ دے

عرصہ نظارہ میں چھوڑ دے جو وہ تار نظر
چاہیے بسمل طائر دل باندہ کر پر چھوڑ دے

سبر گر منظور ہے قاتل تڑپنے کی مری
نیم بسمل کر کے مجکو زیر خنجر چھوڑ دے

تمت

	یا الہی یا الہی یا الہ	ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	
ظلم سے افلاک کے ہوں بس تباہ	روز و شب دل سے نکلتے ہیں آہ	عاصیوں کی تو ہی ہے جائے پناہ	آیا ہوں در پہ میں تیرے دادخواہ
	یا الہی یا الہی یا الہ	ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	
معصیت میں ہوں سراپا مبتلا	عیب جو مجھ میں ہیں تو جانتا ہے	حال تجھ سے کچھ نہیں ہے چھپا	کس طرح اب دام میں ہوں میں پھنسا
	یا الہی یا الہی یا الہ	ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	
چشم گریاں ہے زبس لیل و نہار	سینہ بریاں ہے میرا از شرار	حد سے گزرا تھا صبر و قرار	ہوں تیری رحمت کا میں امیدوار
	یا الہی یا الہی یا الہ	ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	
عفو کر میرے گنہ رب العلا	راستی کا راستہ مجکو بتا	عقدۂ مشکل ہو میرا جلد وا	دیر ہو اب نہیں بہر مصطفےٰ
	یا الہی یا الہی یا الہ	ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	
پھر چکا ہوں میں جا بجا اور در بدر	رحم کی کوئی نہیں کرتا نظر	پھر دعا کا اب ہوا ہے بے اثر	تیرے دروازہ پہ لایا کھینچ کر
	یا الہی یا الہی یا الہ	ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	
آگ کی گلزار ابراہیم پر	تیری رحمت سے نہ پہنچا کچھ اثر	تو کرے ہے مشکلیں آسان تر	میری حالت غیر پر بھی ہاں دیا کر
	یا الہی یا الہی یا الہ	ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	
تو نے یونس کو نکالا بے خطر	بطن ماہی سے بحفظ خیر و شر	کچھ ہوا اسکو نہ آسیب و ضرر	جیسا تھا ویسا ہی وہ آیا نظر
	یا الہی یا الہی یا الہ	ہوں میں تیرا بندہ بیدستگاہ	
ہمدمان ہوئے سپید و سیہ تباہ	اور ہوں ہاں عمل سے رو سیاہ	پر ترا دروازہ ہے سجدہ گاہ	عاصیوں اور عاجزوں کی ہے پناہ

یا بہ تعمیر عمارت یا خیال سیم و زر ۔ روز و شب مشغول و غافل هستی و هم بے خبر

این قدر سامان دنیا هر نفس مد نظر ۔ از اسیران لحد هرگز نمیگیری خبر

عاقبت در زیر توهم محبوس این زندان شوی

عمر بگذشت از سیہ اعمال هن افسوس آہ ۔ اے وزیر اعمالنامہ شد بہ بدکاری سیاہ

دارم از غفار عالیجاہ هر دم این دعا ۔ عبد قیوم از جنابش غیر این دولت مخواہ

کہ برون از این جہان با نور و با ایمان شوی

مناجات بحضرت مجیب الدعوات بدرخواست نجات

اے خدائے مالک ہر دو سرا ۔ اے کریم عاصیان پر خطا ۔ تونے کی ہین نعمتین فضل عطا ۔ شکر ہو وے کس طرح تیرا ادا

یا الہی یا الہی یا الہ ۔ ہون مین تیرا بندۂ بیدستگاہ

غلبہ نفسانیت سے اے قدیر ۔ دام مین حرص و ہوا کے ہون اسیر ۔ ناشکیب و ناتوان ہون اور حقیر ۔ جز ترے کوئی نہین ہے دستگیر

یا الہی یا الہی یا الہ ۔ ہون مین تیرا بندۂ بیدستگاہ

دم بدم زندگی جا ہے نہین شادمان ۔ جسکو جو چاہے تو بخشے آن بآن ۔ اس سے تسکین ہے انسان تیرا ۔ قال اے لا تقنطو قرآن مین

یا الہی یا الہی یا الہ ۔ ہون مین تیرا بندۂ بیدستگاہ

حب دنیا نے مجھے گمراہ کر ۔ راہ باطن سے مجھے آگاہ کر ۔ مغفرت بہر رسول اللہ کر ۔ اپنی لعنت کی نہ یادہ جاہ کہ

یا الہی یا الہی یا الہ ۔ ہون مین تیرا بندۂ بیدستگاہ

چرخ میرا ان دنون صیاد ہے ۔ کر رہا سو طرح سے بیداد ہے ۔ جز ترے مجھکو نہین امداد ہے ۔ اسلئے تجھ سے مری فریاد ہے

گر وصف کرے تیرا اک مو تن آدم
توصیف تری ختم ہو کب سرور عالم
تو آئینہ قدرت کا ہے او عکس ہمہ عالم
اے ذات خداوند کہ مخفی ست بعالم
پنہان و عیان ست بچشمان محمدؐ

ہو روز قیامت مرے سر پر تیرا دامان
جب مجکو عقوبت سے ملے امن او رامان
کل جن و ملایک ہین وزیر اُسپہ سے قربان
یک جان چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جان
سازیم فدائے سگ دربان محمدؐ

مخمس بر غزل مولانا عبد القیوم علیہ الرحمتہ

ہین مبیج غداری کہ فردا رد برو در رحمان شوی
نامہ اعمال گر بینی ازان گریان شوی
توشہ یکدم نداری راہ بی پایان شوی
یاد کن روز رے کہ از دست اجل بیجان شوی
سینہ پر غم دیدہ پر نم عاجز و حیران شوی

یک نفس غافل مشو از عیش و عشرت روز روز
چون تو تنہا آمدی لسوی سوی تنہا بہ فوز
تا کجا باشی بجوش و اقربا اے چشم کور
یاد داری ان شب اول کہ چون باشی بگور
خانہ تاریک و تنگ و ہمدم موران شوی

پا بہ گل دنیا مشو ہرگز نہ راہ نزد دلی
ترک دنیا کرد ہر کس شد بہ ہمپایہ ولی
لذت عیش و طرب اینجا مجو گر عاقلی
این جہان از لقمہ ہاے چرب و شیرین خوش شدلی
غافلی از آنکہ روزے طعمہ کرمان شوی

تجھکو تاثیر نہیں کرتی دلا کوئی بھی پند
تو ہمیشہ ہے ہاں حرص و ہوس کا پابند
اک نفس بھی نہ بجا لایا تو حکم خاوند
ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکار اند

تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری

کوئی دنیا میں نہیں شے ہے جو ہووے بیکار
کھول کر دیکھ ذرا دیدۂ دل کو اے یار
ہے کہیں بحر رواں اور کہیں برق شرار
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار

شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

تضمین غزل سعدی علیہ الرحمۃ

ہے آیت لولاک تری شان محمدؐ
ہے حکم قضا واجب فرمان محمدؐ
ہر دم ہے عدا تجھ پہ مری جان محمدؐ
عرش است کہین پایہ زایوان محمدؐ

جبریل امین خادم دربان محمدؐ

درجہ ہے کیا حق نے ترا سب سے یہ اعلی
رہتے ہیں ترے در پہ نبی حاجبیں سا
پیدا نہوا کوئی نہوگا کوئی تجھ سا
توریت کہ بر موسی و انجیل بر عیسی

شد محو بیک نقطہ فرقان محمد

بنیا ہیں ترے نور سے سب اعلی و ادنی
لاثانی ہے تصویر تری حق و [illegible]
تو مظہر انوار الہی ہے اے یکتا
یوسف کہ خرید است زلیخا بہ [illegible]

بودہ است غلامے ز غلامان محمد

تا ساعتیکه وعده حق ہست در قفا — یکدم نمیرود بدمے وعده وفا
امید زیست نیست کسے را ز مرگ آه — عیسی به آسمان شد و مرگ ہست در قفا

ختم رسل پیمبر آخر زمان نماند

در زمرهٔ عاصیان نشد مثل تو نظیر — تا زیست ماندهٔ تو به آرزو و ہوس اسیر
مرگ ہست بر سر ہمه عالم بجاے گیر — از اہلبیت سید مرسل خبر بگیر

زہرا و عمده سبط جگر گوشگان نماند

تو به ز قبل مرگ ترا بہتر ہست و سود — عمر ہست مستعار و حیات ہست بیوجود
کس نیست در جہان که اجلش نه رہنمود — ہر چار سرور که نگہبان شرع بود

جز نام شان که ماند یکے را نشان نماند

دل بستگی کجاست درین دیر بیوفا — از نام آوران جہان سوے ره بقا
رفتند جوق جوق ازین عالم فنا — حاتم کجا وجود کجا و سخا کجا

لقمان برفت و حکمت یونانیان نماند

دنیاے دون فتنه و ناپاک و نا سزا است — گوید کسیکه در خرابات ہم روا است
اینجا نشان وزیر نه ہم شاه و نه گدا است — دارا کجا سکندر و جمشید ہم کجا است

فغفور شاه و قیصر نوشیروان نماند

تخمیس بر اشعار سعدی علیه الرحمة

تخمیس غزل فغفور شاه

در دهر بے ثبات کسے جاودان نماند
نیکان نماند و نیز بدان در جهان نماند
جز فعل بد و نیک کسے بر زبان نماند
افسانه مانده است بجهان آن کسان نماند

طفلان نماند و پیر نماند و جوان نماند

امروز در گذر مکن از هیچ کار و بار
کارے که کردن است بفردا حصر مدار
خود را ز یکدم بر دم واپسین شمار
کوچ است کوچ توشه ره را بدست آر

تنها تو ماندهٔ دگر از همرهان نماند

مشغول جمله وحش و طیور اند در ثنا
یک دم مشو تو نیز ز یاد خدا جدا
تو در حیات غافل و مرگ است با تو آه
با چشم خویش دیدی عزیزان خویش را

بابا نماند و مادر و همسایگان نماند

مال و منال داشت و مغرور سخت بود
دعوی خدائی کرد زمین و فلک نمود
مرگش نجات داد نه با اینهمه وجود
روے زمین که بر کف شداد و عاد بود

فرعون بد اصل که ز مرگش امان نماند

غافل مشو اجل ز فکر تک و دود
غافل مشو تو نیز از آن مرد نیک خو
کس را گذاشته که رعایت کند تو
داؤد رفت و تخت سلیمان و ملک او

موسیٰ ز کوه طور چو شد راز دان نماند

تجھ سے بھی پہلے تھا یاں جلوہ کناں ہر اک بشر
جسکا ثانی کوئی عالم میں نہیں آتا نظر
خوبرویان نازپرور ماہرویان سیمبر
مہوشان نازنینان کیا ہی تھے رشک قمر
دست و پا زانوے و سر گردن شکم پشت و کمر
دیکھتے کو انکے اور سننے کی خاطر کان تھے

لعبتان حسن تھے یاں نو بنو رنگ و برنگ
کوئی عاشق دل فگار و کوئی تھا گمنام و ننگ
کوئی کالا پر نمک تھا کوئی گورا سبزہ رنگ
خاک میں سب مل گئے وا حسرتا در گور تنگ
رات کے سونے کو کیا کیا نرم و نازک تھے پلنگ
بیٹھنے کو دیکھ کیا کیا طاق اور ایوان تھے

جیتے جی دنیا میں ہم ذکر خدا کرتے رہے
اشک چشم زار سے دریا کے دریا بہہ گئے
مر گئے تب خاک سے جاتے ہی ہم بستر ہوئے
چشم بند ہوتے ہی کیا جانے کدہر جاتے رہے
صبح رہتے تھے چھپے اور ہوئے تھے قہقہے
ساقی و ساغر صراحی عطر و پھول و پان تھے

یاں کوئی ٹھہرا ہے اور نہیں کوئی وزیر
جز خدا کونین میں کوئی نہیں قادر قدیر
اور نہ کوئی پیر و مرشد اور نہیں کوئی فقیر
ہو رہا ہوں گو کہ زندان بلا میں میں اسیر
ایسی بیدردی سے مجھ پر یاد مت رکھ اے نظیر
اے میاں تیری طرح ہم بھی کبھی انسان تھے

عالم لاہوت سے پیدا ہوے جب خاک پر
بیٹھنے مکھی کو دی ہمنے نہ ہرگز ناک پر

خاک پہنچی نخوت وپندار سے افلاک پر
تہا نہ یہ معلوم ہمکو ہے اجل بہی تاک پر

کر رہے تھے اپنا قبضہ غیر کی املاک پر
جھین لی جب اُسنے تب جانا کہ ہم نادان تھے

شہر سے جنگل میں ہو کر جاتا تہا مین ایک گانون
کر رہا تہا دل میں اپنے فکر اور دنیا کے داون

سخت مشکل ہے کہ یاد آتا نہیں ہے اسکا نانون
سر سے لے پاؤن تلک مین دیکھتا تہا اپنی جہان نون

ناگہان اک استخوان اوپر پڑا میرا جو پاؤن
کیا کہون غفلت مین اُسدم مجکو کیا دہیان تھے

سچ ہے یان چلتی نہیں ہے کچہ گدا او شاہ کی
کوہ اعظم کو ہے تمثیل اُسکے آگے کاہ کی

جو جہان مین دیکھتے ہو نشان ہے اسکی
ہدی کیا کہتی ہے سنلو اپنی عز و جاہ کی

پانون رکہتے ہی غرض اُس استخوان نے آہ کی
اور کہا نادان بہلا ہم بھی تو صاحب جان تھے

ایک وہ دن تہا کہ تمسے تہا ہمین بھی خوب ربط
عشق مین مدہوش تھے اور تھے بغل مین کے لبط

تہی نہ الفت مین کمی اور شوق تہا یہی فقط
تہا میسر حسن بہا ہمکو بھی نبزے کمط

ابرو بہی جبین نقش و نگار و خال خط
لعل و مروارید سے بہتر لب و دندان تھے

اگر زخم دل بھی بھرا ہو کبھی — نہ دیکھا کہ تو ہو تنہا ہو کبھی

مگر چشم خونبار ناسور ہے

خدا نے دیا حسن کا تمکو تاج — دیا عشق میں دلکو ہمنے خراج

گزارش دلبر نہ ہے تم سے آج — دل اپنا نہایت ہے نازک مزاج

گر اگر یہ شیشہ تو بس چور ہے

کہا لاکہ دل سے نہ ہو منفعل — کسی سنگدل سے نہ زنہار مل

نہ مانا بہر آخر کو دل ہے کہ سل — کہیں جو تسلی ہوا ہو یہ دل

وہ ہی بیقراری بدستور ہے

عبث ساری گزری یہ عمر عزیز — نکچہ ہو سکی یاد رب قدیر

علاج اسکا اب کیا ہے وقت اخیر — بہت سعی کیجے تو مر رہئے میر

بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

مسدس

جب خدا تھا مہربان سب کار بند آسان تھے — اک طرف ساقی صراحی عطر و پھول و پان تھے

بزم میں سب یار اپنے مثل گل خندان تھے — نغمہ و چنگ و رباب و عیش کے سامان تھے

کیا کہیں عالم میں ہم انسان یا حیوان تھے

خاک تھی پر کچھ نہ تھے اک ان کے مہمان تھے

جو دیا گویا نماز پنجگانہ نے دیا — رتبۂ موسی نماز پنجگانہ نے دیا

پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا

قید غم سے گرچہ ہے امید چھٹنے کی کسے — کہ گیا ہے پر وزیر اُستاد داں جیسے پسے

پھر تسکین ہو مرا مقطع سنا دیجو اُسے — اُس پری پیکر طفل کا دیوانہ ہوں آتش جسے

کھیل ہے اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

مخمس بر غزل میر تقی

جو مشہور کچھ حال منصور ہے — وہی قصہ اپنا بھی مشہور ہے

جدائی تہیں موت منظور ہے — کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے

زمین سخت ہے آسمان دور ہے

کہیں حال کیا تجھ سے اے سادگی — یکایک جو آمد ہوئی عشق کی

یہانتک غرض عقل جاتی رہی — تمنائے دل کے لئے جان دی

سلیقہ ہمارا بھی مشہور ہے

اگر لاکہ دشمن تمہیں کچھ کہیں — مگر آپ ہرگز نہ اُنکی سنیں

جفاؤں کی ہے آرزو بس ہمیں — ستم میں ہمارے قسم ہے تمہیں

کرو صرف جتنا کہ مقدور ہے

نہیں یاد وہ دن ہوا ہو کبھی — کہ گریہ ہمارا گھٹا ہو کبھی

کس سے ہو وصف سراپا اُس بتِ بے پیر کا
نور کا قاسم ہے خاکا آنکھ کی تصویر کا
سر سے گویا پاؤن تک نہلا ہے وہ تنویر کا
وصفِ چشمِ یار مین یارا نہین تقریر کا

جائے خاموشی ہے عالم سرمہ کی تحریر کا

حال پر اُنکے کفِ افسوس کیون کوئی ملے
اور مزارون مین بلائے آپ آتے ہین چلے
آئے جو شوقِ شہادت مین وہ خود مر کر ٹہلے
کس خوشی سے دور کر عاشق کٹاتے ہین گلے

نقش حسب اے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

خیر ہے کیا جی مین یہ ٹہانی ہے آئے طرزِ فغان
ہے یہی عالم تو باقی رہ چکا اسکا نشان
آہ تو جانے لگی ہر دم بسوے آسمان
جانبِ چرخِ مقوس آہ ہوتی ہے روان

یہ کمان اک دن نشانہ ہے ہمارے تیر کا

گو تصور مین بھی آنے سے اُسے انکار ہے
وہ نہ دیکھے پر ہمین کیا دیکھنا دشوار ہے
اُسکی آنکھون کی طرف وا ایک چشمِ زار ہے
روز و شب پیشِ نظر چشمِ سیاہِ یار ہے

کام لیتا ہون تصور سے مین آتش گیر کا

اُسکو دیکھا دور خود بینی کی عادت ہو گئی
چشم پر داغ درم ہین تو فراغت ہو گئی
عشق کی دولت ملی ہمکو دولت ہو گئی
دولتِ دنیا سے مستغنی طبیعت ہو گئی

خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا

درجۂ اعلیٰ نمازِ پنجگانہ نے دیا
مرتبہ کیا کیا نمازِ پنجگانہ نے دیا

جو مقدر میں لکھا اُس سے نہ کم ہو اور نہ بیش
چاہ کن کے واسطے تو چاہ حاضر ہے ہمیش
دوستو یہ تو عبث نالاں ہے عشق بند ریش
یہ سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آگے آتا ہے پیش
عشق کو بدنام کر کے حسن رسوا ہو گیا

دوستو اکسیر ہے انسان کو یہ انکسار
دل مرا روشن ہوا جیسے ہوا میں خاکسار
خاک سے زنگ خودی میں نے چھڑایا بار بار
فی الحقیقت روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مصفا ہو گیا

مردے اچھے ہو گئے لاکھوں دکھے آ بن گئے
خالق اکبر نے کیا کیا معجزہ اُسکو دئے
سیکڑوں دن لب سے ہزاروں اُسکی ٹھوکر سے جیے
کور مادر زاد بینا اپنے جلوہ سے کئے
حسن روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا

وائے قسمت ہو گیا کیا مجھ سے کچھ ایسا قصور
گل بھی تھا اور میں بھی تھا بلبل صفت گل کے حضور
جس لئے پھینکا ہے مجکو اس قدر عرصہ سے دور
تو جو آ پہنچا چمن کی سیر کو اے رشک حور
گل ہوئے گلہائے جنّت سرو طوبی ہو گیا

صید ہونا تھا زبس دشوار اسکا دل فگار
خامشی بہتر سمجھ لے اے وزیر انجام کار
دام سے ہی جب ہوا اپنا نکچھ مطلب برآر
ہو سکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار
مرغ مضمون وہاں یار عنقا ہو گیا

ایضاً

حسد سے صاف تم اے حاسد و کرو دل کو
دلوں سے زنگ ضلالت کو صاف کر ڈالو
تمہاری ہستی ہی کیا ہے خیال کر دیکھو
ہماری آہ سے لے منکر و حذر مانگو
ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا

مجھے ستاتے تو جاتے ہو بے سبب دیکھو
دگر نہ ہاتھ تمہارا پکڑ کے ہو سو ہو
بس اب بھی رحم کرو ہاں جا و جا بند و
یہی کہونگا خدا سے میں روز محشر کو
فراق یار نے ناشاد و نامراد کیا

دیا **وزیر** کو ایمان و جان تلک آتش
نہو کرم کا خدا کے بیان تلک آتش
ہے لال فکر کرم میں زبان تلک آتش
کروں میں شکر الٰہی کہاں تلک آتش
کہ قلب صاف کیا پاک اعتقاد کیا

ایضاً

حسن وہ شے ہے کہ عالم اسپہ سوا ہو گیا
کیا بنا مجکو تعشق ہے جو بیجا ہو گیا
اپنی صناعی پہ صنعت گر بھی شیدا ہو گیا
حسن سے دنیا میں دلکو عشق پیدا ہو گیا
آکے اس بازار میں یوسف کا سودا ہو گیا

یوں تو وہ اکثر دکھاتا تھا مجھے دیدار کو
جز مرے پہونچا نہ کوئی پردہ اسرار کو
رات لیکن آ گیا اور لو لیا اقرار کو
بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو
جسکو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا

خالق اکبر نے اسکو دیا یہ حسن و جمال ہو نہیں سکتا کوئی اسکا مقابل او رمثال
بس صفائی قلب سے ثابت ہے یہ بے قیل وقال مصحف رخسار جاناں میں نہیں ہے ایک خال
بے نقط قرآن بھی دنیا میں نازل ہو گیا

وادی الفت میں کیوں مثل جرس نالاں ہے قیس وادی فرقت میں کیوں مثل جرس نالاں ہے قیس
وادی ظلمت میں کیوں مثل جرس نالاں ہے قیس وادی وحشت میں کیوں مثل جرس نالاں ہے قیس
ہائے لیلیٰ کیا یہاں کس کس کا محمل ہو گیا

رات دیکھا کیا وزیر خستہ دل نے ایک خواب جلوہ گر ہے ابلق گردوں پہ شاہ ماہتاب
لشکر انجم ہے بے تعداد اسکے ہمرکاب صبح کو تا شیخ نظر آیا نہ غیر از آفتاب
کون کہوں اک رات کو یاں شمع محفل ہو گیا

خمسہ بر غزل آتش

مراد وصل سے مجکو جو نامراد کیا عداوت اسنے نکی بلکہ اتحاد کیا
مجھے تو رنج جدائی نے شاد شاد کیا کرم کیا جو صنم نے ستم زیاد کیا
شب فراق میں مینے خدا کو یاد کیا

اگر برا کوئی تجکو کہے وہ کافر ہے بد اعتقاد جو تجہ سے ہے وہ کافر ہے
حسیں میں تیرے جو شک کرے وہ کافر ہے کریمی میں تیری شک ہو جسے وہ کافر ہے
مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا

وزیر اُسکو اور پاس شرم وحیا ہے — وفادار کب ہے وہ اک بیوفا ہے
جنون ہے تجھے یا کہ سودا ہوا ہے — عبث اے وزیر اُسپہ تو مبتلا ہے
بھلا اُسکے دل مین فاقت کہان ہے

خمسہ برغزل شیخ امام بخش صاحب ناسخ مرحوم

کل غرور حسن مین یا تک وہ غافل ہو گیا — ذہن مین سمجھا کہ اب مین ماہ کامل ہو گیا
سو نتیجہ خود نمائی کا یہ حاصل ہو گیا — آج دعوی اُسکی یکتائی کا باطل ہو گیا
حجت کرنے کو جو آئینہ مقابل ہو گیا

گل نسیم ناز قاتل سے گیا یہ اور کہل — رکھدی لوحسان کی اُلٹی مری گردن پہ سل
قتل گہ مین شک سے اعدا ہو گیا منفعل — ایک دل لیکر دیے قاتل نے مجکو لاکہ دل
جو لگا پیکان مرے پہلو مین وہ دل ہو گیا

جب ادا سے کھینچتا ہے ہاتہ مین لیکر قلم — سرجدا ہوتے ہین تن سے عاشقون کے یکقلم
خود قلم کہتا ہے مشق ناز کی کہاکر قسم — کیون نہ اب عالم ہو اُسکا تختہ مشق ستم
وقت بسم اللہ معلم جبکا بسمل ہو گیا

ل

حسن دو دن کا ہے یہان اے حسین بیمثال — نخوت وپندار کی باتین زبان سے مت نکال
تو ہی تبلا دے ہمین اچہا ہو اُسکا مال — کچہ بھی حاصل با کمالونکو نہین ہے جز زوال
مور دنقصان ہوا جب ماہ کامل ہو گیا

مجھے اپنے جینے کی راحت کہاں ہے

ہمیشہ تھی تم سے صفائی ہماری
اگر لاکہ ہوتی لڑائی ہماری
تمہیں شاق تھی بس جدائی ہماری
بھلائی سمجھتے برائی ہماری

سو تمکو یہ عقل و فراست کہاں ہے

ستم آزمائی کا شکوہ نہیں ہے
ذرا کج ادائی کا شکوہ نہیں ہے
تری بیوفائی کا شکوہ نہیں ہے
مجھے نارسائی کا شکوہ نہیں ہے

شکایت یہی ہے وہ صحبت کہاں ہے

ہوا خاک بھی لطف حاصل نہ تم سے
کیا عہد بیٹھیں گے اب مل نہ تم سے
رہے اب تو ملنے کے قابل نہ تم سے
لگائیں گے زنہار اب دل نہ تم سے

ہمیں دل لگانے کی طاقت کہاں ہے

تمہیں درد غیروں کا اب تو ہوا ہے
عبث جانکر پوچھتے ہو کہ کیا ہے
تو دیکھو اُنہیں کو جنہیں دیکھتا ہے
جگر آتش غم سے جل بھُن رہا ہے

تمہیں دیکھتے تک کی فرصت کہاں ہے

تمہیں ہمنے جب یار اپنا بنایا
کیا صدمۂ رشک یاں تک گوارا
تو مجبور ہو کر جبر دل پر اُٹھایا
خدا کو تمہیں ہمنے ایجان سونپا

ہمیں اپنے غم سے فراغت کہاں ہے

صورت دیوار گر دیکھی میان کو بد وست

عالم پیری دکھایا نوجوانی نے مری
ماہ کورا تون جگایا ہے کہانی نے مری
ابر کو برسون رُلایا نوحہ خوانی نے مری
قاصدون کے پاوُن توڑے بدگمانی نے مری

خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

اُسکے کوچہ مین اہر ایکسکو جانا شاق ہے
ہے یہی ڈر تو حساب زندگی بیباق ہے
میرے سر کا کب سے سنگ آستان مشتاق ہے
چارہ رہ نقش قلم ہے خار رہ قزاق ہے

ہو چکی دشمن ہمارے رہروان کو بد وست

رہ کے اُس بت کو مناتا ہون پس دیوار مین
آستان کو جھکہ جاتا ہون پس دیوار مین
اشک کے دریا بہاتا ہون پس دیوار مین
نقش پا سے غیر پاتا ہون پس دیوار مین

آشنائے دُزد نکلا پاسبان کو بد وست

جان تلک بھی اے وزیر الفت مین گر دیتا ہو نمین
کم نصیبے سے یہان ناحق پڑا رہتا ہو نمین
صدمے پر صدمے فراق یار کے سہتا ہو نمین
آتش اہل کربلا سے جلکے اب کہتا ہو نمین

اے خوشا طالع تمہارے ساکنان کو بد وست

خمسہ غزل مصنف از مصنف

ارے بے مروت مروت کہان ہے
ارے بیوفا تجکو الفت کہان ہے
تجھے اب مری ویسی چاہت کہان ہے
محبت سے تجکو محبت کہان ہے

باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیزار رہو

عشق کا لطف **وزیر** اب یہ ملا آخر کار
چین جی کو نہیں اور دل کو نہیں صبر و قرار
سخت پچھتائیگا دل کو نہ دے اپنے آزار
ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زنہار
دل سے بیزار تو ہے جان سے بیزار رہو

ایضاً

کیسے سمجھے کہ تجھ سے اصل کہا کیا بیان کوئی دوست
طول قصہ ہے تیری داستان کوئی دوست
دیکھ کر ہوتے ہیں حیران ہمدوان کوئی دوست
روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوئی دوست
ہو بہو تیرے اثر ہیں سگان کوئے دوست

مسجدوں میں شب سراپا یار کی تعریف تھی
جسجگہہ قرآن میں دیکھا یار کی تعریف تھی
وعظوں میں بھی تو کیا کیا یار کی تعریف تھی
حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
ذکر کوثر جنت کے میں سمجھا بیان کوئے دوست

کون کہتا ہے کہ غم کھانے سے آجاتی ہے نیند
سب غلط ہے کسکو سمجھانے سے آجاتی ہے نیند
ہاں دل وحشی کو بہلانے سے آجاتی ہے نیند
ہمنشین کہتے ہیں افسانے سے آجاتی ہے نیند
ہجر کی شب میں سنونگا داستان کوئے دوست

تھا میسر وصل جانان کا مجھے از بس قریب
کیا کروں پھر کہا گیا بتاؤں ہاں میرا نصیب
جو وہاں پہ تھا عدو تھا کون تھا اپنا حبیب
رشک اسے کہتے ہیں اپنے عدو ہی سمجھا رقیب

کہاہین کہ اگر ذوق منی خدا کی

مخمس بر غزل خواجہ حیدر علی صاحب آتش مبرور مرحوم

ناصحا راست مین کہتا ہون جو بیزار ہو
قول مشتاق یہ ہرگز نہ تہ تلوار ہو
وہ ہی عاشق ہے جسے جان سے انکار ہو
چشم بیمار کا یارب کوئی بیمار ہو
زلف کے پہندے مین دشمن بہی گرفتار ہو

کیا ہی کرتا ہے فلک جور و ستم یہ مجھپر
آنکہ سے دیکہہ ٹپکتا ہے مرے خون جگر
بخت برگشتہ دکہاتا ہے مجھے حال ابتر
برہمن آنکہونکو ملتا ہے جو پائے بت پر
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار ہو

اپنا قاتل ہے تو بیگانہ کوئی کیون ڈہونڈا
پہر مین اے دوست تو احسان اُٹہاؤن کسکا
منت مرگ اُٹھانے کا تردد نہ رہا
غیر سے یار سوا تشنہ خون ہے میرا
دشمن دوست کی آنکہون مین کوئی خار ہو

وصل کی شب مین وہان مہندی ملی جاتی ہے
مجہ سے کروٹ کسی پہلو نہین لیجاتی ہے
خواہش وصل مین یان جان چلی جاتی ہے
متصل نالون کے آواز چلی آتی ہے
جسم خاکی قفس مرغ گرفتار ہو

تیری فرقت مین دل و جان رنجیدہ ہون
چہرہ خواب بھی مین خواب مین نادیدہ ہون
چرخ کجباز کے نیرنگ سے ترسیدہ ہون
چمن دہر مین وہ سبزہ خوابیدہ ہون

سراغ اُسکا اگر کچھ کچھ لگا ہے
الٰہی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہی دیتی ہے شوخی نقش پا کی

لیا دم بھی نہ اکدم میرے دم نے
ستایا بے طرح ہر روز غم نے
نہ دی فرصت کبھی اس چشم نم نے
بنایا وصل میں بھی چین ہم نے
گھٹا کی اٹ اور حسرت بڑہا کی

پڑے پابوسی شوخ ستمگر
بہت مشکل سے پہونچا تہا در پر
پس مدت تو تو نے لے مقدر
صبا نے اُسکے کوچہ سے اڑا کر
خدا جانے ہماری خاک کیا کی

دلا کیا مضطرب ہے ناخن شوق
کچھ اتنا مضطرب ہے ناخن شوق
بلا کیا مضطرب ہے ناخن شوق
کچھ ایسا مضطرب ہے ناخن شوق
گرہ کھلتی نہیں بند قبا کی

دکھاتا تہا مجھے کیا کیا غرا غور
کھلے ننگے غرض سوتے تہے جسطور
کبھی سینہ کبھی اُس ناف کا دور
وہ سوتے بے حجابانہ رہے اور
نگاہ شوق کام اپنا کیا کی

تہا آرام جسکو گاہ اُس بن
وزیر افسوس آیا مجکو لیکن
وہ گزرا اپنے روز زیست گن گن
کہا اُس بت سے جو مرتا ہے مومن

یان اُنکو میرے قتل کا اقرار نہین ہے
اے مرگ مجھے حشر سزاوار نہین ہے

کیون مجکو الگ بیٹھنے کا حکم ہے گلرو
گلشن مین جدا گل سے کہین خار نہین ہے

مضطر دل بیتاب ہے سیماب کی مانند
مدت سے ہم آغوش جو وہ یار نہین ہے

دل مفت ہی بیتے ہین پر افسوس ہے کوئی
بازار محبت مین خریدار نہین ہے

رخسار و لب لعل و رخ و زلف و خط و خال
انداز سے اُن مین کوئی بیکار نہین ہے

جز عشق حقیقی نہ لگاوینگے کہین دل
یہ عشق مجازی تو سزاوار نہین ہے

سچ پوچھو تو دنیا مین **وزیر** جگر افکار
دیوانہ سے بہتر کوئی ہشیار نہین ہے

مخمس بر غزل حکیم مومن خان صاحب مومن دہلوی مرحوم یغفر اللہ ذنوبہ

نگہ کی چشم کی زلف رسا کی
گئی لیکن نہ چہیڑ اُس دلربا کی
سہی ہمنے جفا اک اک بلا کی
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بہی ظالم نے تو کیا کی

بگاڑے اُسکو کیا طاقت ہوا کی
مگر اے دوستو قدرت خدا کی
وہ گو دن رات تدبیرین کیا کی
تکلچہ پہری چلی باد صبا کی
بگڑنے مین بہی زلف اُسکی بنا کی

مرا دل ساتہ اُسکے پہر آیا ہے
جدہر وہ شوخ ہرجائی گیا ہے

محبت سے تجکو محبت کہان ہے
مجھے اپنے جینے کی راحت کہان ہے

بھلا لی سمجھتی برائی ہماری
سو تمکو یہ عقل و فراست کہان ہے

مجھے نارسائی کا شکوہ نہین ہے
شکایت یہی ہے وہ صحبت کہان ہے

لگائین گے زنہار ہم دل نہ تمسے
ہمین دل لگانیکی طاقت کہان ہے

جگر آتش غم سے جل بھن رہا ہے
تمہین دیکھنے تک کی فرصت کہان ہے

خدا کو تمہین ہمنے اسے جان سونپا
ہمین اپنے غم سے فراغت کہان ہے

عبث اے **وزیر** اُسپہ تو مبتلا ہے
بھلا اُسکے دل مین رفاقت کہان ہے

جگر اور دل مرا حاضر ہے آئے جسکا جی چاہے
نگہ کا تیر اپنے آزمائے جسکا جی چاہے

ہزارون نیم بسمل ہین نگاہ تیر سے قاتل
ترے کوچہ مین جاکر دیکھ آئے جسکا جی چاہے

خطا کسکی ہے لو اُنکو ہی ہمنے کر دیا منصف
بلائے جسکا جی چاہے منائے جسکا جی چاہے

جب اُس سے ترک الفت کی تو ہمکو پھر غرض کیا ہے
پڑھائے جسکا جی چاہے سکھائے جسکا جی چاہے

کرے جا جور تو مجھپر جہانتک تجھسے ممکن ہو
نہین وہ بے نفس ہون ظالم ستائے جسکا جی چاہے

نہین عشق مجازی کو تفاخر عشق صادق پر
خیال خام گو ہون تو پکائے جسکا جی چاہے

بشکل طفل دیوانہ **وزیر** خستہ کا دل ہے
ہنسائے جسکا جی چاہے رُلائے جسکا جی چاہے

یہ دم مرگ وصیت ہے مری سب سے **وزیر**
ملکے احباب کرین خوب ہی تشہیر مجھے

تم سفر کو چہوڑ کر تنہا مجھے جانے لگے
آنسوؤن کی راہ یان لخت جگر آنے لگے
مین پس دیوار اُنکے رو رہا تھا شام کو
دیکھ کر روتے ہوئے مجکو یہ فرمانے لگے
کیا ہوا تمکو جو اتنا بے سبب ہے اضطراب
آپ روئے خوب با اور مجکو رلوانے لگے
تب جواب اُنکو دیا مینے کہ اے جان جہان
شکر ہے الله کا تم میرا غم کہانے لگے

بند ہگیا دہیان اُنکی زلفونکا جو فرقت مین **وزیر**
سانپ سینہ پر ہمارے رات لہرانے لگے

نہ زیادہ چھیڑ تو ناصحا مرا آپ سینہ فگار ہے
نہ مجھی کو چین ہے ایکدم نہ دل حزین کو قرار ہے
ہے قریب وقت رہائی اب قفس ہین ہو جسے بیقرار
وہی فصل گل ہے وہی چمن وہی باغ ہے وہی بہار ہے
تمہین ایکسا ہے مزاج اُس بت بیوفا کا کچھ اندنون
کبھی ظلم ہے کبھی رحم ہے کبھی غصہ ہے کبھی پیار ہے
مجھے رات دن یہی فکر ہے کہ جلون ہون مین تب ہجر سے
ترے غمسے سینہ فگار ہے مجھے اپنے جینے سے عار ہے
تجھے رنج کیون ہے دل حزین وہ خوشی کے دن بھی ہوئے قرین
کہ الم کے پیچھے سدا خوشی ہے تو مار کے پیچھے سنوار ہے
یہ عجیب گردش دہر ہے کہ جہان مین قتل کا شور ہے
کہین کشتگان فراق کا نہ غبار ہے نہ مزار ہے

مین ہون جو دبلا مین پھنسا ہوا مجھے ڈر **وزیر** ہے کیا رہا
مرا دل ہے اُسپہ فریفتہ میری جان اوسپہ نثار ہے

تلوون سے لگ گئی مر وعدہ کی بات کو
جاتی نہین ہے الفت کا کل کسی طرح

جب یہ سنا کہ پاؤن سے اُسکے حنا لگی
یہ میرے دل کے پیچھے کہان سے بلا لگی

دل کو نہ کیون خیال ہو عقدے کا اے **وزیر**
ہر دم یہ جان کے ساتھ ہے اپنے قضا لگی

عقل حیران ہے نہین سوجھتی تدبیر مجھے
دیکھون کیا آگے دکھاتی ہے یہ تقدیر مجھے

میری آنکھون سے ہوا خون کا دریا جاری
یاد آئی جو تری آنکھ کی تصویر مجھے

محو فرقت نے کیا مجکو مری جان ایسا
یاد آتی نہین اسدم کوئی تقریر مجھے

مر گیا مین تو بہت یار تو پچھتا دیگا
نہ ستا مان کہا او بت بے پیر مجھے

گر ہے ایمان تمہین غور کرو تو دل مین
جھوٹ کچھ ہمین ہو تو دیجئے تعذیر مجھے

مرتے مرتے بھی نہ چھوڑونگا تری چوکھٹ کو
تیرے دروازہ کی تو خاک ہے اکسیر مجھے

ڈر خدا سے ارے ظالم نہین جینے کا مدام
نہ کہا تازہ تو پیر سوز کی تدبیر مجھے

یان ستاتے جو ستاتا ہے پہ مثل گیسو
حشر مین دیکھنا اپنا تو گلو گیر ہے مجھے

سچ تو بتلاؤ کہ کیا طرز یہ ایجاد کیا
یا بتاؤ تو کوئی تم میری تقصیر مجھے

غلطی اور بناوٹ کی سخن سازی تھی
نہ پسند آئی تری کوئی بھی تقریر مجھے

جو کہ اب دیکھتا ہون مینے تو دیکھا تھا کبھی
جب یہ بھی کرتا ہے وہ بت سادہ دلگیر مجھے

سرد مہری کا گلہ لکھ کے مین اُسکو بھیجون
کہین ملجائے اگر کاغذ کشمیر مجھے

شمع مراد اپنی تہکانے سے آلگی
جب دن سے تمسے لو مری شیر خدا لگی

دل کو پیاری جسکی یہ تیرے ادا لگی
گویا کہ اسکی جان کے پیچھے قضا لگی

رہتی ہے اک نہ اک میرے پیچھے بلا لگی
کیا جانون کس فقیر کی ہے بددعا لگی

تیرے قدم کی خاک تو اکسیر ہے ہمین
قسمت سے ہاتہ ہمکو بھی کیمیا لگی

مانا کہ تیرے لب ہین مرے لب کے متصل
لیکن ہے درمیان مین پہر حیا لگی

لازم ہے میرا اپنا تم انصاف خود کرو
کہتا نہین زمانہ مین کوئی خدا لگی

اے دل تو تہنڈے سانس تو لیتا ہے دمبدم
تجکو بھی اس زمانہ کی بادِ ہوا لگی

محروم ہم رہے نہ مذاق فراق سے
اچہا ہوا کہ پاؤن مین انکے حنا لگی

دل کو ہے نہ تاب نہ آنکہون مین خواب ہے
جبدن سے آنکہ تجہسے مری دلربا لگی

یاد آگیا وصال مین صدمہ فراق کا
ہونے طبیعت انکی جو ہمسے خفا لگی

بڑہ اور بھی غزل کوئی اس طرز مین **وزیر**
سرکار عالیجاہ کو بھی خوشنما لگی ۲

سینہ سے آگ چلکے جگر تک مین آلگی
تو جان تیرے گہر کے بہت پاس جا لگی

ثابت ہے خون مال کے مجرم بھی ساتہ ہے
ہاتو نیہ اسکے خون ہے یہ کب حنا لگی

پہونچا غبار بنکے ہون مشکل سے یان تلک
پہرتی ہے میرے خاک کے پیچھے صبا لگی

سمجہے تہے ہم کہ آج کچہ انصاف جو رہو
محشر مین بہی کوئی نہین کہتا خدا لگی

داغ فرقت **وزیر** دیکھ چکے
دیکھئے آگے دیکھنا کیا ہے

سچ ہے یہی کہ ہوتا ہے جو کچھ خدا کرے
جو خود ہی عشق میں ترے جان کو فدا کرے
یہ رسم دوستی میں کہاں ہے کہ جو دلم
راضی ہوں میں تو جیسے کہ اُسکی ہو مصلحت
اِن چھوتی باتوں سے ہو بھلا کیونکہ اعتنا
کچھ بھی تو نکسو میں نکلا نہ کام دل

تقدیر کے لکھے کو بھلا کوئی کیا کرے
تجھ سے ہے ترے ستم کا وہ پھر کیا گلا کرے
غیروں سے تم ملا کرو یہ دل جلا کرے
حق میں بُرا کرے مرے یا وہ بھلا کرے
ہے باوفا وہی کہ جو وعدہ وفا کرے
اب تو خدا ہی کچھ مری حاجت روا کرے

کیا عذر ہے **وزیر** کو تجھ سے بھلا صنم
چاہے تو اُسکے تن سے ابھی سر جدا کرے

گُل کھا موا ہوں عشق میں اُس ماہتاب کے
داں لگ گئی لبوں پہ عجب مہر خامشی
یہ آبلے نہیں ہیں مرے دل میں ہمنشین
ہیں آتش فراق سے بریان دل و جگر

تربت پہ پھول میری چڑھانا گلاب کے
یاں منتظر کھڑے ہیں ابھی تک جواب کے
رکھے ہوے ہیں طاق میں شیشہ گلاب کے
دیکھو تو یہ کباب ہیں کس آب و تاب کے

جب سے پھنسا ہے جال میں اُس زلف کے **وزیر**
مضمون دل سے نکلے ہیں کس پیچ و تاب کے

عاشق کا ترے ہجر مین یہ حال ہری ہے
ہونٹونپہ مرے خشکی ہے آنکھونمین تری ہے

ہمسے ہے کشش آپکو غیرون سے ہے اخلاص
اک ہمنے ہی کیا آپکی تقصیر کری ہے

دل دینے مین مجکو نہوا پہلے ہی انکار
اب دیتے ہین جان کے بھی مجھے ہے جذری ہے

تاخیر ہے کیون قتل مین دو تو تو ہین موجود
لو سر مرا حاضر ہے یہ شمشیر دھری ہے

ڈر ہے مجھے دھو ڈالنا قاتل مرے خون سے
دامن ہے بھرا اور تری تلوار بھری ہے

حب اُسکی نظر سے ہے گرا دل تو **وزیر** اب
لیویگا اسے کون یہ دل تو نظری ہے

زلف جانان مین دل پھنسا کیا ہے
اندنون بخت نارسا کیا ہے

ہم بغل رہتے ہو رقیبون سے
ہمسے ملنے مین پھر حیا کیا ہے

ہنس دیا مجکو غنچہ لب کیون دیکھ
اے صبا کہہ یہ ماجرا کیا ہے

اون سے کی چھیڑ چھاڑ تو یہ کہا
بے ادب تجکو ہو گیا کیا ہے

طبع نازک ہے کیون خفا ہمسے
یہ تو بتلائیے خطا کیا ہے

حسن فانی پہ تو تھو مغرور
تھا جو پہلے وہ اب رہا کیا ہے

سب فنا ہے یہان جو ہے مخلوق
ذات رب کے سوا بقا کیا ہے

حال اُن سے کہا تو کہنے لگے
ایسے بیمار کی دوا کیا ہے

کیون کنکھیون سے مجکو دیکھتے ہو
سچ بتاؤ کہ مدعا کیا ہے

یہ جو تشبیہ حیا سے مردم دیدہ مین ہے
دل کے بہلانیکو یہ تصویر جانان ساتہ ہے

ہے شباب عشق ہمکو نوجوانی مین نصیب
دیکھیے کیا کیا کریگا آفت جان ساتہ ہے

جائے گا حضرت دل اب کہان جاتے ہین آپ
جان بکف بندہ بھی ہا جاک گریبان ساتہ ہے

تم رمیدہ مثل آہو ہمسے ہوتے ہو عبث
دیکہ لو دنیا مین ہر انسان کے احسان ساتہ ہے

دل کو نظروں سے نہ ڈالو تم خدا کے واسطے
یہ ازل کے روز سے ہے زیر داماں ساتہ ہے

اشکباری مغتنم ہے خضر یاں سے جائیے
دل ہمارا خضر ہے اور چشمہ حیوان ساتہ ہے

کچھ نہین خواہش مجھے سیر چمن کی عندلیب
داغ دل ہین میرے سینہ مین گلستان ساتہ ہے

کیا کرون کچھ بس نہین چلتا دل دیوانہ پر
پھینک دون پہلو سے اسکو دشمن جان ساتہ ہے

تجہ سے غمخواری نہوگی دل کی بہی زنہار
بیخبر یہ دل نہین ہے غم کا دیوان ساتہ ہے

عاشق صادق ہین ہم تو بدگمان کیون ہین آپ
امتحان کر لیجیے گا دین و ایمان ساتہ ہے

قاعدہ صحبت کا ہے تاثیر کرتی ہے ضرور
دل پریشان کیون نہو جب رنج ہجران ساتہ ہے

کیون نہون سحر سخن کا مین شناور رات دن
قدردان میرے سخن کا تو سخندان ساتہ ہے

دیکھیے کب شاہد مقصود سے ہوگا وصال
ہین تو الو ہین مگر یہ دل پریشان ساتہ ہے

عاقبت مین حضرت ہو دیکھیے کیونکہ وزیر
ہاتہ خالی جائین گے انبوہ عصیان ساتہ ہے

گر وعدہ فراموش بھی بیخبری سے ہے
اک روز مری جان بہی تو تنہ مری ہے

زندگی مین آرزوے وصل جانان ہی رہی
مر گئے پر بھی عزیزو ہم تو نالان ہی چلے

ہم ترے ممنون ہو کیا باغبان منت نہ ہے
ایک برگ گل سے بھی تو خالی داماں ہی چلے

آئے تھے ہنستے ہوئے اس باغ دنیا مین **وزیر**
مثل گل پژمردہ پر ہم چشم گریان ہی چلے

گمان ہے عارض تابان کا زلف یار کے نیچے
خزانہ حسن کا پنہان ہے دیکھو مار کے نیچے

مجال گفتگو کب ہے کسیکو بزم مین اوسکی
زبان خاموش ہے گویا تری گفتار کے نیچے

ہما کو رتبۂ شاہنشہی حاصل ہوا دلبر
دم آکر لے ترے گر سایہ دیوار کے نیچے

اگر تو ایکدم چل کر اوسے دیکھے تو شیدا ہو
تڑپتا ہے ترا کشتہ پڑا دیوار کے نیچے

ملا ہے وہ مزا ہمکو سر قد سہی قد مین
نپایا ہوگا جو منصور نے بھی دار کے نیچے

بہادون ایکدم مین کشتی گردون گردانکو
روان ہے ایک دریا اپنی چشم زار کے نیچے

اوڑائی چال کیا تو نے الگ دنیا سے پیارہ
کہ آنکھین تب لگی ملتی ہین تری رفتار کے نیچے

کیا سر سے ہمارے اوسنے اونچا تیغ بران کو
جھکا ہے ہمنے دیا سر شوق سے تلوار کے نیچے

سعادت ہے یہی اپنی **وزیر** اوس کوے جانا مین
ہماری خاک ہو گرد فرش پاے یار کے نیچے

جھکا مہری تو فرقت مین بہ سامان سا نہ ہے
چشم گریان سا نہ ہے یا آہ سوزان سا نہ ہے

اوس کمان ابرو کے دل ان گر تیر مژگان سا نہ ہے
پان تشانہ کے لئے یہ سینہ سوزان سا نہ ہے

غیروں سے ہم آغوش ہو تو حور کے ٹکڑے
ہوں کیوں نہ بھلا پھر دل رنجور کے ٹکڑے

نکلے جو شبِ ماہ میں وہ نور کا تپلا
ہوں مثل کتاں صاف شبِ نور کے ٹکڑے

وہ زلف کے سایہ میں ہے تیغ نگہ یار
گر دیکھے اُسے ہوں شبِ دیجور کے ٹکڑے

کیا خاک ہے ہستی کہ اگر خاک ہے چھانو
ملتے کی نہیں یاں سر فغفور کے ٹکڑے

اشکوں سے ہوے جاری مرے لاکھوں ہی دریا
نالوں نے مرے کر دیے ہیں طور کے ٹکڑے

دل ٹکڑے نکر میرا نہ دے غیر کو تو جام
ہو جائینگے جام مئی انگور کے ٹکڑے

دیتا ہے **وزیر** دل صد پارہ بھی دل کو
تم جانیو دل سے کہ ہیں مزدور کے ٹکڑے

جگر کی سوزش ہماری دیکھو زبان شعلہ سے بن رہی ہے
خراب خستہ یہ دل ہے اپنا کہ جان چلنی سی چھن رہی ہے

مزا کہاں ہے یہ انگبیں میں جو لطف ملتا ہے ذقن میں
کہ جان عاشق مریض کو پا کر کے خوب لکھی ہی جن رہی ہے

تمہارے گیسو میں ہے وہ معطر تمہاری کاکل ہے وہ معنبر
کہ جسکی خوشبو کے ساتھ میں تھک ہے نسیم مشک ختن رہی ہے

ہوا ہوں عاشق میں جو فاریہ بنایا صحرا میں آخرش گھر
بھلا کہو تو کسی کا ہے در نہ دل سے یاد وطن رہی ہے

وزیر طاقت نہیں رہی ہے نہ تن رہا ہے نہ جان رہی ہے
زبان دہن میں نہیں رہی ہے نہ مجکو تاب سخن رہی ہے

حسرتا ہم تو برنگ شمع سوزاں ہی چلے
داغ دل پر رکھ چلے اور سینہ بریاں ہی چلے

یاں رہے جبتک تڑپتے ہی رہے اے زندگی
گر چلے یاں سے تو لیکر ساتھ ارماں ہی چلے

دل گھٹا جاتا ہے اور رنج و محن ہوتا ہے
زلف چہرہ سے اٹھا چاند گہن ہوتا ہے

چشم گریان مجھے دیتی ہے بشارت اہنو
پہر یہ سرسبز ہوا اور چمن ہوتا ہے

کوئی ناصح کو یہ سمجھائے خدارا اگر
کسکو سمجھاتا ہے کیون معتز شکن ہوتا ہے

ضعف اس طرح ستاتا ہے مجھے ہم نفسو
پاؤن کہتا ہون جہان مجکو وطن ہوتا ہے

ہان مبر اکہا چہونا نہ اسے دست امید
یہ سر زلف بتان کالے کا من ہوتا ہے

جو کوئی مرتا ہے اس تیغ نگہ سے اسکے
گور ہوتی ہے اسے اور نہ کفن ہوتا ہے

اشکباری سے مجھے چشم کی ہے عین یقین
سبز دل کا مرے پہر داغ کہن ہوتا ہے

جان کیونکر نہ دین عشاق کہ اس ظالم کی
ہر ادا وقت مین بہی بے ساختہ پن ہوتا ہے

مین تو پہولا ہی سماتا نہین جامہ مین وزیر
جبکہ آغوش مین وہ غنچہ دہن ہوتا ہے

پتلی کی سیاہی ملی گر دیدہ نم سے
مضمون رقم خوب ہون گیسو کے قلم سے

پہر پیچ مین آئے گا نہ ہرگز دل نادان
جو چہٹ گیا اکبار تری زلف کے خم سے

دل تشنۂ آب ذقن یار تہا کتنا
دیکہو کہ گرا چاہ مین کیا کود کے دم سے

ق

کل بزم بتان مین تہا مرا انجمن آرا
عاشق بہی وہان پہونچا کچہ آہستہ قدم سے

ڈرتا تہا وزیر آپ کو لیکن وہ پری وش
آغوش مین جہٹ آہی گیا کود کے جہم سے

تمکو اغیار سے الفت ہی سہی — رشک سے مجھپہ مصیبت ہی سہی

خوگر درد ہون کیا خوف مجھے — دل دکھانا تیری عادت ہی سہی

شعلہ خو مجھپہ یہ گرمی افسوس — گو رقیبون کی شرارت ہی سہی

تونے شمشیر سنبھالی کافر — مین سزاوار شہادت ہی سہی

نالہ اپنا بھی نہین صور سے کم — گو تیری چال قیامت ہی سہی

موت دم بھرتی ہے الفت کا مرے — آپ کو گو کہ عداوت ہی سہی

اب تو دیتے ہین دل اُس بت کو **وزیر**
نہ سہی نفع مضرت ہی سہی ۲

شب وصل مین جو مزا ملا نہ وہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے — شب ہجر کا کرون کیا گلا نہ وہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

کبھی کرتا ہے کوئی یون جفا کیا تم نے خوب یہ نہ لقا — دیا اس طرح مرا دل جلا نہ وہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

مجھے شکوہ تجھسے ہے دلربا مرے ساتھ تونے ہے کیا کیا — ہے مینے دلکو لیا فدا کیا نہ وہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

کہا مینے تجکو ہزار ہا کسی سنگدل سے نہ دل لگا — اُسی دل لگے کا مزہ ملا نہ وہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

کہڑا در پہ پڑے ہون ساقیا ہے یہی تجھسے التجا — مجھے جام بھر کے وہ مے پلا نہ وہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

جو ہوا ہے عشق مین مبتلا سنا تمنے حال ہر ایک کا — ہوا میرے ساتھ جو ماجرا نہ وہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

لگا کہنے وہ بت پُر جفا ہوا اے **وزیر** یہ حال کیا
کہا مینے اُس سے یہ برملا نہ وہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے

ہم بھی کرینگے عشق کسی گلعذار سے
پیدا کرین فروغ دل داغدار سے

کہیو صبا تو میرے تغافل شعار سے
پتھرا گئین ہین آنکھین مری انتظار سے

دل ہے جلا ہوا مرا اندر کفن کے ہے
جو ابتلک نکلتے ہین شعلہ مزار سے

ق

دست دعا دراز کئے بلبل چمن
سوے فلک یہ کہتی ہے پروردگار سے

باغ جہان مین شاخ نشیمن ہے جو مری
پھولے پھلے سدا رہے ابر بہار سے

تم سرگزشت آبلہ پائی کی میری جان
دریافت تو کرو کسی صحرا کے خار سے

وقت وصال یار مین ہم نے تو اے **وزیر**
سینہ سے سینہ خوب ملایا ہے پیار سے

پھر کر صبا نہ آئی ابھی کوے یار سے
جاری ہے جوے خون نگہ انتظار سے

وہ صاف میرے مرنیکے پیچھے تو کچھ ہوے
آئینہ صاف کرتے ہین میرے غبار سے

نیرنگیان یہ کب تھین فقط آسمان کے
بدلے ہین رنگ میرے جگر کے بخار سے

آہستہ پاے پیک صبا اٹھتے ہین دلا
کیا جانیے کہ آئی ہے کیون انتشار سے

قاتل پکارتا ہے اسے سر نہ جانیو
پھل لٹکے ہے یہ نخل تمنا کا دار سے

توڑے ہزار آبلہ اک دم کی ٹھیس سے
کی ہینی التجا نہ کبھی نوک خار سے

یہ آرزو وزیر کی ہے تجھسے یا رسول
بخشا ہو تو حشر مین آمرزگار سے

کبھی ملتفت مجھسے بھی رہا تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
دل و جان سے میں بھی تھا رہا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کیا تمنے وعدہ تھا وصل کا دل و جان کو میں نے فدا کیا
دیے تم سے کچھ نہوئی وفا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہمیں جبکہ وصل نصیب تھا وہاں ہم تھے یا کہ حبیب تھا
کوئی آتا واں نہ رقیب تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

شب وصل تم جو ہوئے خفا اُسی وقت ہمنے منا لیا
گلے اپنے تمکو لگا لیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ترے لطف میں ہے جو دل پھنسا اُسی پیچ میں ہے وہ مبتلا
ہوا تم سے کچھ بھی نہ عقدہ وا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے شام وقت گزر گیا ترے وصل کا ہے مِرے لقا
کیا وعدہ تم نے جو کل کا تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہے **وزیر** کی یہی التجا ملے مجکو داد سخن ذرا
کیا عرض میں نے ہے بارہا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

گزرتی ہے مری کیا اندنوں بہار کے ساتھ
شراب پیتا ہوں میں ایک گلعذار کے ساتھ

وجود آدم خاکی ہے سربسر گل سے
دلے یہ پھرتا ہے پتلا فقط قرار کے ساتھ

ہوا ہوں ہو کے یہاں تک میں ناتوان غم میں
ہوا بھی چل نہ سکے لو مرے غبار کے ساتھ

تمام عمر ہے گزری ہے بیقراری میں
رہا نہ دہر میں اکدم بھی میں قرار کے ساتھ

طرح طرح کے جہاں میں طلسم آئے نظر
جو آنکھ کھول کے دیکھا ہے اعتبار کے ساتھ

حسود دیکھتے پھرتے ہیں نہ پاؤں غضب
جو پھرتے چلتے مجھے دیکھتے ہیں یار کے ساتھ

کہاں ہیں بلبل و گلشن بقول موج **وزیر**
الجھ رہے ہیں پرچند نوک خار کے ساتھ

تمہین خراب کرو اور تمہین کرو افسوس
وزیر مسا کوئی خانمان خراب نہین

بیٹھی اُس سے جو کہا اے صنم آغوش مین ہو
پھر جو خوشبو کی لپٹ آتی ہے اس محفل مین
بے تکلف ابھی طوفان بپا ہو جاوے
وعدہ وصل بھی ابتک نہوا تم سے وفا

بولا جھنجلا کے پرے ہٹ تو ذرا ہوش مین ہو
ہو نہو میرے گل اندام قبا پوش مین ہو
اک قطرہ مرے آنسو کا اگر جوش مین ہو
یاد ہے آپ کو کچھ یا کہ فراموش مین ہو

اُسکے در تک بھی گزر ہو نہین سکتا ہے وزیر
وصل پھر غیر کا فرنا ہئے پا پوش مین ہو

کیونکر اُٹھاؤن ہجر کے یا رب عذاب کو
روز ازل سے تجھسے مری چشم چار ہے
وہ جانتا ہے ہستی موہوم کا عدم
جور جفا تو کرتے ہو پر یاد یہ رہے
مدت کے بعد وصل ہوا شرم کیا ضرور
لکھے ہین مینے نامہ پہ نامہ مگر ہنوز

بہلاؤن کس طرح دل خانہ خراب کو
ٹپکا دے میرے حلق مین ساقی شراب کو
جو جانتا ہے خوب ثبات حباب کو
دو گے جواب کیا بھلا روز حساب کو
رکھدو اُٹھا کے طاق مین بس جی حجاب کو
واقسمتا کہ لایا نہ قاصد جواب کو

اک بنم جلوہ کا ہے ترے منتظر وزیر
بہر خدا اُٹھا دے تو رخ سے نقاب کو

یان تار اشک خون ہے بندھا انتظار مین
وان تم نے شوق مین جو لگائی حنا کہین

کیا کیا نہ جھیلین ہین باتین فراق و وصال مین
بیجا کہین ہین تم نے ہمین یا بجا کہین

پھر کیون خفا ہو مجھسے ہے تقصیر کیا ہوئی
دیجے بتا تو ایک بھی میری خطا کہین

جو چاہو سو ستم کرو تسلیم ہے ہمین
ہوتی ہے ہم سے ترک وفا بیوفا کہین

یوسف کو تیرے حسن سے نسبت ہو کس طرح
تجھکو تو دیکھا آنکھ سے اُسکو سنا کہین

رسوا جہان مین ہو نہ زنہار اے **وزیر**
تو عشق مین نہ ہوتا اگر مبتلا کہین

وصل کی شب مجھے لپٹنا ہے لگا یا تو نہین
بات کو میری اڑا دیتا ہے کیا یا تو نہین

بات کی بات مین ایمان لیا دل چھینا
سحر کرتا ہے خدا جانے تو کیا یا تو نہین

ڈرتے ڈرتے جو کہین بات بھی نکلی منہ سے
ایک کی لاکھ مجھے ہے دیئے سنا یا تو نہین

اب جو ملجائے کہین شوخ ستمگار مجھے
تو مین نشتہ مین اُتارون سے اُکرا یا تو نہین

حاجت فکر ہے تحریر غزل کو نہ **وزیر**
ہم تو لکھ اٹھتے ہین دیوان سدا یا تو نہین

زبان شکر سے شکوہ کی مجھکو تاب نہین
گلا وہ کون سا تیرا ہے جو جواب نہین

حصول مدعا ہوا اپنا کس طرح اُس سے
ہر ایک بات کا دیتا ہے جو جواب نہین

حسین جہان مین دیکھے ہین اور سے لیکن
نشہ مین جو رہی ہین ترا جواب نہین

دعا دیتا ہوں میں اور آپ حکم قتل دیتے ہیں | مری کیا عرض ہے اور آپ کیا ارشاد کرتے ہیں

ہما ہو یا صدقے اوسکے اے شاہنشہ خوبی | ترے صدقے میں حبس طائر کو ہم آزاد کرتے ہیں

نہ توڑو دل کو عاشق کے یہ اک گوہر ہے الفت کا | وہ کافر ہیں خدا کے گھر کو جو برباد کرتے ہیں

عبث ہم ہچکیاں لیتے ہیں ہر دم اے دل مضطر | وہ بزم غیر میں کیوں کر ہمیں کب یاد کرتے ہیں

الٰہی آج کیا روز قیامت آنے والا ہے | چمن میں آکے وہ نظارۂ شمشاد کرتے ہیں

خیال چشم میں لکھی ہے وہ اچھی غزل تم نے
وزیر اس فکر پر اہل سخن بھی صاد کرتے ہیں

گردن پہ میری تیغ تو ایسی لگا کہیں | تسمہ رہے گلے میں نہ قاتل لگا کہیں

چشم غزال تیری سی کب تھی بھلا کہیں | دیکھی ہے آنکھ اسنے تیری فتنہ زا کہیں

آئی نسیم کوچۂ جانان سے کیا کہیں | آتی ہے بوے عنبر زلف رسا کہیں

کسکو ملی ہے عشق کے دریا کی تھاہ کہیں | جو اسمیں ڈوبے ہے نہیں اوسکا پتا کہیں

ہمکو ترے فراق میں آوارگی رہی | تیری گلی کو چھوڑ کے پائی نہ جا کہیں

دم رک رہا ہے سینہ میں دلربا کے پاس | دل سے ہمیں غرض ہے وہ مجھسے جدا کہیں

پھر کس طرح عبور ہو دریا سے ہجر کے | لنگر کہیں ہے کشتی کہیں ناخدا کہیں

وان پانو میں تمہارا اگر ہے حنا لگی | ہم تو یہاں نہیں ہیں بسمل ملا کہیں

عذر حنا ہے رہنے تو تلوے لگے ہمیں | ہم بھی تو دیکھیں آپکا رنگ حنا کہیں

اے خدا جلدی صفائی ہو کدورت دل سے
ہم تو اے قاتل تیری تیغ نگہ سے ہیں فگار
ملگئے ہم خاک میں جسکے لئے وہ کب ملا

آ چکی شب وصل گر ہو اپنے دلبر سے ہمین
تو ڈراتا ہے عبث تا اب خنجر سے ہمین
کیا رکھا محروم حق نے تنگ آخر سے ہمین

اے وزیر آئے گی حصہ میں مرے جنت ضرور
ہے امید اپنی شفاعت کی پیمبر سے ہمین

جاناں دیکھا ہے کبھی عشق کا آزار کہین
سیر پھر دیکھ تڑپنے کی مرے او قاتل
لوگ مرنیکو کہا کرتے ہین انجام وصال
چھوڑ دو غیر کا اب ذکر چلا و نہ بہت

اچھا ہوتا ہے بھلا ہجر کا بیمار کہین
چھوڑ کر دیکھ مرے حلق پہ تلوار کہین
پر نظر آیا نہ مجکو تیرا دیدار کہین
پانون پانون ہی مین چلجائے نہ تلوار کہین

ہو چکا وصل کا اقرار مگر ڈر ہے وزیر
آج وعدہ مین نہو جائے پھر انکار کہین

نہ مجکو قتل ہی کرتے ہین نہ آزاد کرتے ہین
سمجھ کر کرتے ہین جو کچھ ستم ایجاد کرتے ہین
ادھر غنچہ کو توڑا اور ادھر بلبل کو دکھلایا
اسیر و قتل کرتے ہین جو اپنی لف و ابرو سے
رہا ہونگے اسی میعاد پر گو فصل گل آئی

اسی حیرت مین مرتا ہون کہ کیا صیاد کرتے ہین
کہ دل پہلے تو لے لیتے ہین پھر بیداد کرتے ہین
ستم ایجاد گلچین بھی ستم ایجاد کرتے ہین
نہ کچھ صدا د کرتے ہین نہ کچھ جلاد کرتے ہین
اسیران قفس بیفائدہ فریاد کرتے ہین

گیا نبض میری دیکھنا ہے چھوڑ کر طبیب — دنیا میں درد عشق کی کوئی دوا نہیں

صبح وصال دور ہے پر دل کو شام سے — بے بیقراریاں ہیں کہ کچھ انتہا نہیں

مرتا ہوں دیکھ دیکھ کے دشمن کا ارتباط — ہر چند جانتا ہوں کہ وہ آشنا نہیں

دیکھو تو اے **وزیر** کہ الفت میں یار کی
کیا کیا نہو یگا ابھی کیا کیا ہوا نہیں

کس شب بلائے تف میں دل مبتلا نہیں — کس دن خرام ناز سے محشر بپا نہیں

گر تو نے دل کسیکو دیا ہو تو درد ہو — بیدرد دل کے درد سے تو آشنا نہیں

ہم کچھ بدل گئے کہ طبیعت بدل گئی — تیرے بغیر دل تو کسیکو دیا نہیں

وعدہ کیا وفا نہ کیا پھر ملاپ کیا — تم جھوٹے اور جھوٹ کا میں آشنا نہیں

ایسا الگ اُو بہار کے وہ کون لے گیا — دل کا نہیں سراغ جگر کا پتا نہیں

مجکو برا تو غیر کو اچھا سمجھتے ہو — اچھا ہے یہ کہ جانتے اچھا برا نہیں

اے شمع کیوں بلائی ہے دلسوز پتنگ — چھائی ہے چربی آنکھوں میں کچھ سوجھتا نہیں

توڑے ہے ساقی توبہ کو جھہرو کے ہات پر — حجت ہے کہ ہمنے برا کچھ کہا نہیں

ملتے ہو یا اُن سے تو ذرا سوچ لیجئے
خون دل **وزیر** ہے رنگ حنا نہیں

جھانکتا ہے آج وہ آئینہ رو در سے ہمیں — خوش نصیبی ہے حقیقت میں سکندر ہمیں

جنون میں ہاتھ نہ سینہ تک یونہی مرہم نہیں جاتا
یہ مطلب ہے نہ رہنے ہو تار بھی باقی گریبان میں

کفایت ہے ملاحت اے پریرو تیرے زخمون پر
چھڑکتے کسکے لئے رکھتے نمک ہو کیون نمکدان میں

حقیقت شوق کی فوّارۂ خون سے لکھی ہمنے
نہ پایا اک قلم جب اضطرابی سے قلمدان میں

سنبھل پردہ نشینون کے شوق میں جلدی نہ کر اے دل
تو کیا جانے کہ کیا کیا سوختین ہین رنج پنہان میں

مکان پر اپنے یوسف ہے خریدار اُسکے دکّان پر
عجب طرح کا یہ سودا پھر آتا جر دکان میں

وزیر ناتوان پر فرقت جانان سے شدت ہے
نہیں معلوم کیا ہاے اُسمین اور خوبان میں

کیا کیا تمہارے عشق میں ہم پر ہوا نہیں
صدمہ وہ کون سا ہے کہ ہمنے سہا نہیں

کیا خوبرو جہان میں تمہارے سوا نہیں
لیکن غضب نصیب ہے کہ دل مانتا نہیں

ناصح درست ہے ترا بڑھ بڑھ کے بولنا
حضرت نے آجتک کوئی صدمہ سہا نہیں

ہمدم محیط عشق ہے وہ بحر بیکران
غواص کا پتہ بھی جہان کچھ لگا نہیں

کرتے ہو ذکر قتل جو ہم کو سنا سنا
رسوائیون کا حال ہمارے سنا نہیں

کیا جانے اضطراب میں کیا ہمنے لکھدیا
قاصد جواب نامہ جو اُسنے دیا نہیں

مرتے ہیں لوٹتے ہیں تڑپتے ہیں سیکڑون
اک میں ہی تیرے عشق میں کچھ مبتلا نہیں

قطعہ

اک روز میں نے اُس ستم ایجاد سے کہا
بیجرم تجھکو قتل ہمارا روا نہیں

کہنے لگا کہ آپ نے شاید نہیں سنا
عاشق کے خون بہا کا کچھ خونبہا نہیں

مری طرف سے صدا جانے کیا ہوا اُسکو
جو دیکھے ہے مجھے لیتا ہے سو نقاب میں ڈال

خزان کے دن گئے اور موسم بہار آیا
قفس کے مجھکو نہ تو باغبان عذاب میں ڈال

لیا جو نقد دل اُسنے تو پھر پتہ ندیا
خبر نہین یہ رقم دی ہے کس حساب میں ڈال

حلفائے گل سے ہم آغوش ہو **وزیر** کے ساتھ
نگاہ تیز سے بیجرم مست عتاب میں ڈال

نہ لائے قبر پہ میری کوئی گلاب کا جام
چڑھانا مست کی تربت پہ ہان شراب کا جام

تری نگہ میں جو شر ہے تو میری آنکھ میں آب
بھرا ہی آنکھوں ہی آنکھوں ہمین کیا شراب کا جام

ملا جو جام نہ میخانہ سے ترے ساقی
بغل سے ہمنے نکالا دل کباب کا جام

کھڑے ہین دیر سے ہم بھی تو تیری خیر رہے
جھکا اِدھر بھی تو ساقی کوئی شراب کا جام

تو دیتا جام ہے کیا غنچہ لب کو اے ساقی
جو تجھکو دینا ہے تو دے اسی حباب کا جام

کیا ہے تمنے ازل سے جو وعدہ یا حضرت
ملین ہمین بھی تو کوثر کے ایک آب کا جام

ابھی تو دید بتان سے نہ باز آئیگا
وزیر بھر چکا ہے اپنے کیا شباب کا جام

بجائے گل نکلتے آتشین نالے ہین بستان مین
گلستان ہو گیا سینہ تو اپنا داغ ہجران مین

بناے استقامت یعنی ہین یارو اُسکے دامن مین
جو مسکن ہو کہین میرا مقرر کوے جانان مین

مقام عشق جانان سے نہ تھا کوئی یہان واقف
ملا منصب ہمارے بعد مجنون کو بیابان مین

عشاق کیسے کیسے ہوے وصل خاک مین
ملتا نہین ہے خاک بہی جنکا نشان تلک

حاصل ہو لطف وصل جو ملجاے اُس گہڑی
سینہ سے سینہ اور زبان سے زبان تلک

ایک بت کے پوجنے نے یہان تک اثر کیا
ناقوس بنگیا ہے مرا استخوان تلک

کہٹکا مٹا تہا دل سے نہ صیاد کا ابہی
لو بنگیا عدو ہے مرا باغبان تلک

اے سوز دل بُرا ہو ترا تو نے کیا کیا
بیٹہے ہین تہامے ہونٹ کہ یا آسمان تلک

گر اُسکو دشمنی ہے تو ہو تجہ سے اے **وزیر**
تو صبر کر کرے وہ عداوت جہان تلک

دیکہا آہ پہونچی مرے دیدۂ خونناب مین آگ
اور پہر کاٹتا ہے تو کیون دل بیتاب مین آگ

اپنے مقصد کو نہ پہونچے وہ رقیب بد رو
جو جلاتا ہے مرے دلکو لگا آب مین آگ

اشک خون ہو گئی مرے چشم سے دریا یہ بہا
غوطہ کہاتے ہی لگی جسکے پر سرخاب مین آگ

سینہ سوزان ہون مین ایسا جو کبہی آہ مری
ایکدم نکلے تو فوراً لگے سیماب مین آگ

ایک پری رو کے تصور مین لگادی تم نے
ایک مدت سے **وزیر** اپنے خور و خواب مین آگ

تو عارض اپنے کو زلفون کی مت نقاب مین ڈال
دل خراب کو مرے پیچ و تاب مین ڈال

ہمارے دل نے ہمین سے بہ کچہ ادای کی
کنارا کر گیا ہم سے ہمین عذاب مین ڈال

سوال بوسہ کا ہمنے کیا جو مدت مین
تو مدتون ہمین رکہا یون ہی جواب مین ڈال

وہ ہون سیاہ کار فرشتے بھی دنگ ہون	دیکھیں جو میرے نامۂ اعمال کی طرف
مفلس کے دل کا کوئی خریدار بھی نہین	کب کرتا ہے نظر کوئی کنگال کی طرف
یہ مرغ دل اسیر نہو کیا مجال ہے	دیکھے جو زلف اور ترے خال کی طرف
مین کرتا ہون کلام وہ دیتا ہے گالیان	رہ جاتا ہون مین دیکھ لب لعل کی طرف
اے طفل اشک کیون تو مچلتا ہے بار بار	کچھ بھی نظر ہے اپنے سن و سال کی طرف

مدت سے دل **وزیر** زیارت کو شاہ کی
جاتا ہے جذب عشق سے کرنال کی طرف

نہ چھیڑ ناصحا ہمین ہم تو مبتلائے فراق	خدا کسی کے بھی دل کو نہ یہ لگائے فراق
مین تنگ جینے سے آیا ہون اُسکے ہاتھو کسے	فراق کو ہوا بھی کہین سزائے فراق
ہمین تو خوف قیامت دلا نہ اے واعظ	کہ ہم تو دیکھ چکے ہین یہان جفائے فراق
خدا کے واسطے جلدی سے آ مسیحا دم	قضائے مرگ سے ہے سخت یہ قضائے فراق

مزہ اُٹھاتا ہے فرقت کا یہ دل بیتاب
وزیر کرتا ہے دن رات ہائے ہائے فراق

پہونچی جو آہ میری ذرا آسمان تلک	ہلجائے عرش کیا کہ گرے لامکان تلک
مانگے وہ شوخ عشوہ سے گر میری جان تلک	ممکن نہین جو حرف بھی آئے زبان تلک
پہونچا دے جیتے جی تو صبا مہربان تلک	کافر ہو جو دریغ کرے تجھسے جان تلک

رہتا ہے بعد مرگ بھی یہ خوف اے وزیر
تربت پہ اپنی پھر نہ کہین گل کہلائے شمع

نہ ہو نہ پہ کہ مرے تو بار بار یار وداع
کہ میرے تن سے یہ ہوتی ہے جان زار وداع

غشی مین سبزہ ہے سنبل بھی ہے پریشان ہو
ہوئی چمن سے کہین آج کیا بہار وداع

تمہارے آنے سے پہلے کبھی کے حضرت عشق
ہوئے ہین ہوش و شکیب و دل و قرار وداع

یہ جان ہوتی ہے کیون جسم زار سے رخصت
ابھی سے ہوگا کہین مجھ سے میرا یار وداع

عبث اُسکے کوچہ سے کیونکر اُٹھون بتا اے خضر
قدم اُٹھا نہین سکتا ہون بار بار وداع

وزیر داغ ہے دل پر فراق جانان سے
کسی کا ہووے کسی سے نہ کوئی یار وداع

کدھر ہے ہوش مین ہو بلبلو تمہارا دماغ
خزان کے ہاتہ سے سوکھا ہی چاہتا ہے باغ

خیال کون ہے خورشید رو کا دل مین ہائے
کہ عضو سینہ مین روشن ہین سب مثال چراغ

ہے چار داغ ہے رکھتا فقط گل لالہ
ہمارا ایک ہے دل جسمین ہین ہزارون داغ

اُڑا یا آنکھون ہی آنکھون مین کسنے دل یا رب
جو اب تلک نہین ملتا مجھے کچھ اُسکا سراغ

وزیر یہ ہے مصیبت ازل سے اب یا رب
دعا ہے یہ کہ دکھانا کبھی تو روز فراغ

دیکھا کسی نے بھی نہ مرے حال کی طرف
دیکھا کیا زمانہ بری چال کی طرف

گر ہو کشیدہ اپنے سے کیا لطف ہے **وزیر**
دل کب قبول کرتا ہے بیدل کا اختلاط

تو قتل مین نکر مرے بیدا اگر لحاظ
ظالم خدا کے واسطے اسمین نکر لحاظ

الجھو نہین لف و خط سے ترا مو نہ نے پیچ مین
مارے سے ہے ڈالے ہے مجھے تیر اگر لحاظ

رو غیر کے نہ سامنے یون پھوٹ پھوٹ کر
اتنا ضرور چاہئے اے چشم تر لحاظ

شکوہ نہ تا کجا ہو شکایت نہ تاب کے
کب تک یہ گردش فلک فتنہ گر لحاظ

دیتا ہون نقد دل مین تجھے اسپہ مہربان
رکھنا تجھے ضرور ہے مد نظر لحاظ

غیرون سے میرے سامنے یہ بے تکلفی
جاتا رہا زمانہ سے کیا سر بسر لحاظ

آئے دو فصل گل ابھی دامن کا کچھ **وزیر**
رکھے گا اب کے کوئی نہ خستہ جگر لحاظ

کوئی ہمارے آگے نہ لا کر جلائے شمع
ہم خود شب فراق مین جلتے ہین جائے شمع

حسن و جمال یار سے کی تھی جو ہمسری
گلگیر سر تراشے ہے یہ ہے سزائے شمع

آ کر سحر گیا مرے پہلو سے شمع رو
کہدو کہ اب نہ رشک سے آنسو بہائے شمع

سایہ بھی رشک شمع کا میرے اگر پڑے
تا حشر پھر کسیکو نظر بھی نہ آئے شمع

وہ ہمکنار ہوتا نہین شرم غیر سے
احسان ہو صبا ترا اگر تو بجھائے شمع

بزم طلسم کو ترے کیا روشنی ضرور
دل نذر کرتا ہون اسے رکھئے بجائے شمع

آیا ہون تیرے در پہ گدایانہ الغرض
اب چاہیے کرم تجھے شاہانہ الغرض

گھر مین خدا کے ڈہونڈا نہ پایا تجھے صنم
تو نے دکھایا ہے مجھے بتخانہ الغرض

ناصح چلو یہان سے نہین تو تمہین ابھی
دکھلاؤن گا یہ جذبۂ رندانہ الغرض

بخشے مجھے خدا کہ نہ بخشے جو ہو سو ہو
چھوڑون گا مین نہ الفت بتخانہ الغرض

دیر و حرم سے کام ہی کیا تھا مجھے **وزیر**
پر بس نہین ہے دل دیوانہ الغرض

عشق بتان مین ہوتا ہے کب دل کا غم غلط
جلتا ہے بلکہ اور یہ دل سمجھے ہم غلط

عاشق ہون جان و دل سے مین تجھ پر تری قسم
کٹ جائے یہ زبان جو کھاؤن قسم غلط

للہ اک نظر تو ذرا اب کے دیکھ لے
ہین جان بلب ہون اسمین نہین اے صنم غلط

تصویر یار اسلئے رکھتا ہون دم کے ساتھ
ہو کچھ تو دیکھنے سے مرے دلکا غم غلط

تصویر کا لکھا ہوا اتنا نہین **وزیر**
ایسا وہ کب قلم ہے کرے جو رقم غلط

تم کرتے چھیڑ چھاڑ کا ہو جیسا اختلاط
بھاتا نہین ہے دلکو مرے ایسا اختلاط

شادی ہمکو آپ کے آنے سے اور نہ غم
ملتے ہو مونہ چڑھاتے ہوئے کیسا اختلاط

باز آؤ دیکھو تم نہ جلاؤ یہ دل مرا
صاحب کرو نہ غیرون سے تم آشنا اختلاط

طاعت مین آپکی نہ کبھی فرق میری جان
داخل ہے عاجزی مین سدا کرنا اختلاط

دیر مت کر تو خدا کے لئے اب اے قاتل
کاٹ کر رکھدے مرا سر اسی تلوار کے پاس

جان جاتی ہے مری اور تڑپتا ہے یہ دل
کیا گنہ ہے جو نہیں آتے گنہگار کے پاس

اے وزیر اسلئے ہے مجکو تمنائے اجل
بعد مرنیکے تو پہونچونگا شہ ابرار کے پاس

ایدل تو رو رہا نہیں جاتا اگر خموش
ہنگام قتل بہر خدا ہو مگر خموش

اقرار وصل تجھ سے تو کرتا وہ اے صبا
رہتے ذرا رقیب وہاں پر اگر خموش

دم لے ذرا خدا کے لئے چشم خون فشان
بیٹھا ہون اسمین تھامکے دل اور جگر خموش

جاتے ہی تیرے بزم کو اک چپ سی لگ گئی
شمع خموش ہو گئی دیوار و در خموش

دل اور جگر میں آگ لگی کیا ہی اے وزیر
آتا ہے یہ بجوش وہ ہوتا ہے گر خموش

کسکو بتاؤن کون ہے کس بات پر حریص
جان ہے حریص دل ہے حریص اور جگر حریص

بیتاب ہجر مین ہون تو مسرور عیش آپ
صابر بڑے ہیں آپ تو مین ہون مگر حریص

کیون پھوٹ پھوٹ روتی ہے تو اندنون بتا
کسکا تجھے خیال ہے اے چشم تر حریص

غیر و نہ دیکھتا ہون جو لطف و کرم ترا
ہوتا ہے اسلئے یہ دل نوحہ گر حریص

کیا سوچتا ہے تکیہ توکل پہ کر وزیر
پہرتا ہے کسلئے تو در بدر حریص

نہ ساتھ چلیئے عزیزون کے یون خفا ہو کر
نمک چھڑک گئے نہ زخمون پہ بے مزا ہو کر

نسیم روضۂ رضوان پہ ناز کرتی ہے
تیری گلی سے نکلتی ہے جب صبا ہو کر

جواب وہ طلب بوسہ پر سناتے ہین
سوال کرنے کو آیا ہے بینوا ہو کر

نہ دور دور کہو مجھکو دمبدم صاحب
بہلا مین جاؤن کہان تمپہ مبتلا ہو کر

وہ مونہ ہی اپنا دکھاوین **وزیر** گاہ بگاہ
ذرا تو رکھین سروکار بیوفا ہو کر

دیکھہ تو کب سے مین پھرتا ہون طلبگار ہنوز
پر نظر آیا نہ مجھکو ترا دیدار ہنوز

چشم مہجور کی محنت پہ نظر کی جاہے
ٹکٹکی باندھے ہوئے ہین بدر یار ہنوز

بارہا وعدے کئے وصل کے جانان تمنے
مگر ایفا نہوا ایک بھی اقرار ہنوز

تیر مژگان کا عجب طرح لگایا ظالم
میرے سینہ مین کھٹکتا ہے جو سوفار ہنوز

جا کے حال دل بیتاب کہے کس سے **وزیر**
نظر آتا نہین جز حق کے مددگار ہنوز

تو تو آرام ہی کرتا رہا اغیار کے پاس
مین تڑپتا ہی پھرا ہون تیری دیوار کے پاس

بیخبر ہم تو مے عشق سے ہین کون سنے
ناصحا جایئے یان سے کسی ہشیار کے پاس

سر ہتھیلی پہ لئے پھرتا ہون مین تو اپنا
آیئے دیر ہے کیا اپنے خطادار کے پاس

کون واقف ہے مرے درد نہان سے ناصح
بھیجلو مجکو کسی واقف اسرار کے پاس

نامہ بر تو میرا کیون پہیر کے لایا کاغذ
بہت گیا کیا مری تقدیر کا لکھا کاغذ

حسرت دید بہی نکلے مرے دل کے ہمراہ
جب دم آخر ہوا اُس دم میرا ہونچا کاغذ

رشتۂ انس اُڑائے لئے پہرتا ہے مجھے
دور کا جیسے ہو محتاج ہوا کا کاغذ

اُلٹی تقدیر بہی اولٹا جو میرا خط آیا
حرف کو صاف اُلٹ دیتا ہے اولتا کاغذ

لکھنے پایا تھا نہ تعریف کمر کی مین وزیر
ہاتون ہاتو ہمین مرے ہو گیا عنقا کاغذ

قربان ہو نہ خلق محمد کے نام پر
اخلاق ختم ہے مرے خیر الانام پر

دم مچپہ کر کے سورہ محشر کہا کہ یہ
غش کہا کے گر گیا کسی محشر خرام پر

خلقت کو آفتاب قیامت کا ہو گمان
وہ رشک مہر آن کے بیٹھے جو بام پر

مایل نہ زلف کا ہو نہ شایق ہو خال کا
دہوکے مین ایک دانہ کی گرنا نہ دام پر

خلاق مدح وجہانگی ہون الطاف جب وزیر
پہر کیون نہ مستفید ہون مین اپنے کام پر

اُٹہا صدمہ پہ صدمہ فلک کے نیچے زمین کے اوپر
دکہایا گردش نے ہمکو کیا کیا فلک کے نیچے زمین کے اوپر

ملا یا مٹی مین مجکو لیا رقیب بد خو پر جفا نے
غبار اُڑتا ہے سبزہ تن کا فلک کے نیچے زمین کے اوپر

نہ بہاگ چلنا نہ گر کے پڑنا قدم کو رکہنا ذرا سمہل کر
کہین ہے نیچا کہین ہے اونچا فلک کے نیچے زمین کے اوپر

کبہی نہ فرصت ہوئی الم کو دئی نہ خالی ہے درد و غم سے
جو شاد ہو کر یہان پہ آیا فلک کے نیچے زمین کے اوپر

کبھی پہلے تو تو ایسا نہ تھا شوخ
بس اب تو رحم کر اے پر جفا شوخ

میرا وعدہ ہوا پورا صدا سے
ہوا تیرا تہ پر وعدہ وفا شوخ

مچلتا ہے ابھی سے وائے تقدیر
یہ طفل اشک بھی کیسا ہوا شوخ

پیام اسکا دیا آگے تمھارے
رقیبو دیکھنا ہے کیا صبا شوخ

تو ہمپر پہلے خنجر آزما لے
ہماری پھر محبت آزما شوخ

ہم اپنی جان دینے کو ہین تیار
ہمین کہتا ہے پھر کیون بیوفا شوخ

وزیر خستہ کے پاس ایک دل تھا
سو تجکو بھلی ہی وہ دیچکا شوخ

رہتی ہے اے صبا مجھے جس گلبدن کی یاد
تبلا کہ وہ بھی کہتا ہے اس خستہ تن کی یاد

کس طرح ہو ادا صفتِ تنگیِ دہان
میرے دہن کی مہر ہے اسکی دہن کی یاد

اب دیکھیے کہ جاتا ہے دل کس طرف مرا
مدت سے کر رہا ہے جو اپنی وطن کی یاد

پھر دن ہی ہونٹ چاٹتا رہتا ہون اپنے مین
آتی ہے جبکہ لذتِ سیب ذقن کی یاد

ابدال عدم کے جاتے ہی بہولینگے سب مجھے
کرتا ہے کون کوئی بھی غریب الوطن کی یاد

سینہ سے نکلی آگ تو ہونٹو نپہ آگئی
جسپر بھی بہولتا نہین اس سیمتن کی یاد

یہ فن ہی یادگار ہے عالم مین اے وزیر
سچ ہے سخن سے رہتی ہے اہل سخن کی یاد

ابر آیا ہین ہون اور در میفروش آج
پھر بڑھ گئی مری ہوس نا و نوش آج

مستونکے سر جھکے ہین صراحی کے خم کے ساتھ
مسجد کا در بنا ہے در میفروش آج

دریا نے جسکے فیض سے پائی ہے آبرو
وہ در ہوا ہے آپ کا حلقہ بگوش آج

بیگانہ تو رقیب کے بہکانے سے نہ بن
تیرا کدھر خیال گیا اور ہوش آج

بگڑے ہے بات بات پہ وہ مجھسے اے **وزیر**
شکوہ کے دن بہت ہین تو ہوجا خموش آج

دل تھا ہمارا جسکا طلبگار بیطرح
آتا ہے خیر سے وہ جفا کار بیطرح

جان حلقہاے زلف مسلسل سے پیچ پہ تھی
دل پھنس گیا ہے اے جگر افگار بیطرح

نوک مژہ کا کسکے یہ کھٹکا لگا ہے دل
کھٹکے ہے میرے پہلو مین سوفار بیطرح

کیا رہ گیا تھا وصل کے ہونے مین اے نصیب
خارج ہوئے مگر مرے اغیار بیطرح

ڈر ہے یہی مجھے کہین طوفان بپا نہو
ہے آج جوش دیدۂ خونبار بیطرح

آنکھین دو چار بھی نہوئین ہاے یار سے
ہوتے رہے وصال کے اقرار بیطرح

چل خضر رہنما ہو کہ اک جام عشق مین
بہکے پھرے ہین سیکڑون سرشار بیطرح

دیکھا ہے کسکی چشم طرحدار کی طرف
لیتا ہے سانس کیون دل بیمار بیطرح

دوزخ کو پھونکدے نہ کہین آج اے **وزیر**
نکلے ہے دل سے آہ شرربار بیطرح

وہ دکھائیں گے نہ ہرگز رخ روشن اپنا
لئی پھرتی ہے مجھے حسرت دیدار عبث

سحر ہجر بھی آئی اگر آئی شب وصل
نظر آتے ہیں یاں مجھے عیش کے آثار عبث

کہوں بیٹھو کمر عشق پہ رہا ہے وزیر
جب دم وخم ہی ندارد ہے تو تلوار عبث

رکھی ہے میرے سینہ پہ تصویر یار آج
کیسا یہ چین سے ہے دل بیقرار آج

شاید کسی کے آنیکا ہے انتظار آج
سیماب کی طرح ہے جو دل بیقرار آج

اے چشم تار کسلیے ہے اشکبار آج
تیر نگاہ یار ہے سینہ کے پار آج

کس کس کو دیکھیے کہ وہ کھینچیگا دام میں
گیسو میں شانہ کرتا ہے جو بار بار آج

کل شاخ گل پہ پھول کے کہتی تھی عندلیب
قسمت سے مجکو خوب ملی ہے بہار آج

عزیزوں سے قتل کرنیکا میرے جو تھا پیام
حاضر ہے جان سے اپنے لوں جاں نثار آج

دل کہہ رہا ہے چل تیری جان جائے یار ہے
باہر ہے وہ نیام سے شمشیر یار آج

آیا کوئی دہیان میں تازہ ستم ضرور
مجھ پر جو مہربان ہوا وہ کینہ کار آج

وہ دن ہے کون سا کہ جو گزرا ہو چین سے
بیکل تھے کل تو جان سے ہے دل بیقرار آج

جی چاہتا ہے پھر بھی کشش چند روز ہو
شکوہ ستم کا اُس سے کروں بار بار آج

مدت میں دن پھرے ہیں سر شاید کہ اے وزیر
دشمن جو کل تھے جان کے وہ ہیں جاں نثار آج

مینی کیا سوال تو اُسنے کہا کہ چپ
ایدل بتا کہ بولنا اچھا ہے یا کہ چپ

کل گفتگو وہ غیر سے کرتا تھا بزم مین
بولا مین رشک سے تو کہا ہو خفا کہ چپ

لاشہ کو میرے دیکھ رقیبون سے یہ کہا
دیکھو تو مر گیا ہے ہوا ہے وہ یا کہ چپ

مینی بوقت ذبح ہلائی نہین زبان
جس پر بھی اُسنے ہے مجھسے کہا یا خدا کہ چپ

مین اُس عدو کی صاف نکلواؤن گا زبان
کسنے کہا وزیر ہے تجھسے بتا کہ چپ

بے یار کے ملے مجھے گر اے خدا بہشت
آرام کیا ملا مجھے دوزخ ملا بہشت

کوچہ کو اُسکے خلد سے نسبت نہین ذرا
صدقے ارم ہے جان سے اُسپر فدا بہشت

کیا قدرت خدا مین ہے کچھ دخل اے بتو
ملتا ہے کب خدا کے بہلائے بنا بہشت

اُس حور وش کے کوچہ کو حاصل ہے وہ شرف
کہتا ہے جسکی خاک کی قسمین سدا بہشت

کسکو دماغ منت رضوان ہے اے بتو
ہم آپ ہی بنائینگے اپنا جدا بہشت

احباب اُسکے کوچہ مین لیجائینگے مجھے
گو ہون گناہگار پہ ملجائیگا بہشت

قدر اُسکے آگے ایک سی سبکی ہے اے وزیر
وان سب خدا سے پائینگے شاہ و گدا بہشت

بیوفا سے کہتے ہو تم نام وفادار عبث
قابل قہر ہو رحمت کا سزاوار عبث

دیکھ لے ایک نظر آنکھ سے اے آہو چشم
جان دیتا ہے تری چشم کا بیمار عبث

ہمین تو زہد سے زاہد ترے نہ تھی امید
مگر خدا ہی نے تجکو شراب خوار کیا

شبِ وصال زبان تہام تہام گل کا نئے
ارادہ شکوہ ہجران کا بار بار کیا

ابھی نہ پائے تھے بہرنے دل فگار کے زخم
کہ اُس نے اور خدنگِ نگہ کا وار کیا

نہ لکہتا شوق کے مضمون خطوں مین کاش نئے
مرے قلم نے مجھی کو گناہ گار کیا

فروغ تا ہو مرا بزم عاشقان مین وزیر
مثالِ شمع قلم سر کو بار بار کیا

فصلِ بہار آئی ہے خوشدل ہے عندلیب
آرایش چمن مین جو مایل ہے عندلیب

پہرتی ہے ایک پہول پہ پہولی تو اس قدر
زخم جگر سے پہولا ہے یان دلکی عندلیب

دکہلاؤنگا بہار تجھے دل کے زخم کی
فضلِ خدا اگر مرے شامل ہے عندلیب

پل ہی ہیگا ایک اِکدن ثمر تجھے
گل سے ترا لگاؤ جو کامل ہے عندلیب

ہے موسم بہار مین یہ خشک جسم زار
حق نے بنائی اپنی عجب گل ہے عندلیب

پہولی نہ پہر بہار یہ آئے خزان کے دن
بیزنگی چمن سے تو غافل ہے عندلیب

تو بار کش بھی خار کے ہوتی نہین ہے دیکہ
جور و جفا کی لبپہ مرے سل ہے عندلیب

آئی خزان بہار گئی وصل گل کہان
کنج قفس مین اور بھی مشکل ہے عندلیب

عاشق ہے اے وزیر یہ گل کہا کے مرنے کی
لایق ہے تو ہی اور نہ قابل ہے عندلیب

یاد میں کیونکر دلاؤں عہد و پیماں آپ کا
در تلک آنے نہیں دیتا ہے درباں آپ کا

آبلہ پائی سے میری دشت رنگیں ہو گیا
میں بہت ممنون ہوں خارِ مغیلاں آپ کا

جو کہ آیا جیتے جی یاں سے نہ نکلا پھر کبھو
چاہ بابل ہے مگر چاہِ زنخداں آپ کا

کون سے گستاخ نے کی دست بازی تا سحر
رات سے ہے کسلئے طرہ پریشاں آپ کا

ہم ہیں مشتاق سخن یا تنک تمہارے اے **وزیر**
رات دن پیش نظر رہتا ہے دیوان آپ کا

نہیں دل کو رہا اور نہ کچھ قرار رہا
تمہارے آنے کا کیا کیا نہ انتظار رہا

جلایا دل کو کبھی گاہ اشکباری کی
ترے فراق میں مجکو یہ کاروبار رہا

وہ گل گیا تو کہوں کیا کہ مجھپہ کیا گزری
جگر میں سینہ میں پہلو میں میرے خار رہا

خدا گواہ نہو گا خلاف گو تم سا
تمہارے قول و قسم کا نہ اعتبار رہا

غرور مت کرو یہ حسن چند روزہ ہے
کبھی زمانہ کسیکا نہ پایدار رہا

زمیں کے سوتوں کو کیا خاک چین آئیگا
یہ اضطراب جو دل کا تہ مزار رہا

وزیر پر نکرو ظلم جان اور دل سے
ہمیشہ تمپہ تصدق یہ جان زار رہا

ہر ایک بد کو بھی اچھوں ہی میں شمار کیا
برا یہ تونے تو اے چرخ کینہ کار کیا

سیاہ پوش ہیں یاں میں تھا دہ دیوانہ
مرے الم نے حسینوں کو سوگوار کیا

کانٹون کے زخم ابھی مرے پاسے شئے نہ تھے
لو خوشبو پھر آگیا موسم بہار کا

حسرت کا مینہ برستا ہے دن رات جس جگہ
ہمدم وہی پتا ہے ہمارے مزار کا

سیر چمن سے منع نہ کر باغبان مجھے
ہونے دے اتفاق ذرا گل سے خار کا

غیرون سے اختلاط کرو مجھسے ہو خفا
کچھ جرم تو بتاؤ ذرا جان نثار کا

ایسا ہون بے وجود کہ مرنیکے بعد بھی
ملتا نہین پتا بھی ہمارے غبار کا

سینہ پہ ہاتھ رکھ کے ذرا دیکھ اے طبیب
دل سے ہمارے اُٹھتا ہے شعلہ شرار کا

کیا کیا اُٹھے ہین لوگ ان آنکھون کے سامنے
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

فصل بہار آئی ہے بلبل کے واسطے
پھندا بنا ہے گل کے گریبان کے تار کا

اعلی نہووے کیونکہ محمد کا مرتبہ
وہ دوست اے وزیر ہے پروردگار کا

جسدن سے کہ وہ نوگل خندان نظر آیا
رنگین نہ پھر کوئی گلستان نظر آیا

اس آبلہ پائی پہ بھی وحشت ترے ہاتھون
رنگین ہر ایک خار مغیلان نظر آیا

ہین لاشون کے انبار چنے سیکڑون ہے ہے
کوچہ مین یہ اُس شوخ کے سامان نظر آیا

تڑپے ہے کوئی اور کوئی نعرہ زنان ہے
گریان کوئی حیران کوئی بیجان نظر آیا

ڈھونڈا جو وزیر جگر افگار کو ہمنے
جنگل مین پتا چاک گریبان نظر آیا

آہ وفغان تو کرتا رہا روز و شب وزیر
نالون نے لیک تمہین نہین کچھ اثر کیا

بلبلون نے تار باندھا باغ مین فریاد کا
ظلم شاید زور پر ہے ان دنون صیاد کا

خاکساری کیمیا ہے واسطے انسان کے
خاک سے رتبہ ہے کتنا ہی آدم زاد کا

فصل گل آئی چمن مین مژدہ باد اے بلبلو
نغمہ ہر غنچہ کے لب پر ہے مبارکباد کا

خار صحرا مغتنم ہے فصد وحشی کے لئے
ہے عبث احسان اٹھانا نشتر فصاد کا

اعتبار اچھا نہین دنیائے دون پر اے وزیر
کیا بھروسا ہے بھلا اس کاخ بے بنیاد کا

ایسی باتون سے ہوئی قدرت یزدان پیدا
ایک قطرہ سے ہوئے گبر و مسلمان پیدا

آدمیت کا تو ہر شخص ہے دم بھرتا ہے
شکل انسان کرے پہلے کوئی پنہان پیدا

سبزہ دل کھول کے کر لو تمہین گر ہو منظور
ہوا داغون سے مرے دل مین گلستان پیدا

موتہ مین جب دانت نہ تھے شیر پلایا حق نے
رزق کھانیکو دیا جب ہوئے دندان پیدا

اب قدم رکھتے ہین ہم راہ محبت مین وزیر
دیکھین کیا کرتا ہے یہ عالم پنہان پیدا

یارب برا ہو نخچہ فصل بہار کا
دل چاک ہے ہمارے گریبان کے تار کا

سوئین گے خفتگان عدم کیونکہ چین سے
عالم بھی رہا مرے گرا ضطرار کا

دل سے تو بلبل بیدل کی خبر پوچھ وزیر
گردشِ چرخ سے گلشن بھی بیابان ہوا

اُٹھنے پایا تھا نہ پردہ اُس رخ پر نور کا
پھٹ گیا حیرت سے سینہ دیکھ کوہ طور کا

گرمیِ سوزِ دلِ محزون کا کیا شکوہ کرون
آگ ہو جاتا ہے پھاہا مرہم کافور کا

خاک بر سر عاشقِ صحرا نشین کب ہین ذلیل
دیکھ کیا رتبہ ملا ہے دار سے منصور کا

ایکدم کی دم کشی ہے پھونکدے افلاک کو
دم نہین کہتا ہے آگے اُسکے نالہ صور کا

بات میری ایک بھی سنتا نہین ہے وہ کبھی
آسمان پر ہے دماغ اب اُس بت مغرور کا

بت پرستی کی اگر مینے تو کیا بیجا کیا
پرتو ہر ایک بت مین ہے اوسی کے نور کا

حشر برپا تھا مرے ہمسایہ مین شب کو وزیر
نالہ ہاے گرم نے دھوکا دیا تھا صور کا

قربان جان کی تو تصدق جگر کیا
کیا کیا نہ عشق مین ترے اے سیمبر کیا

دم آنسوؤں کی راہ جو نکلا تو آپ سکے
تحفہ مری وفا نے یہ پیش نظر کیا

تیرِ مژہ سے یہ کسی ابرو کمان کے آہ
چھلنی کی طرح سے مرا چھلنی جگر کیا

اُسنے اُٹھا کے نیچے سے اوپر نگاہ ناز
دونون جہان کو خوب ہی زیر و زبر کیا

کیسا وہ ہوتا ہے خوشی کے ہجوم مین
سنتا ہے جو کسی سے کہ اُسنے سفر کیا

سینہ مین سانس رُکتے ہی ایک پھانس چبھ گئی
دم رک گیا تو آگ نے سینہ مین گھر کیا

یہ سبب بدبختی ہے ایوائے کہ جز یاس و الم
دو جہان مین نظر آتا ہے سہارا ٹوٹا

ہو کے بیتاب پھر اُس بت سے ملے آج **وزیر**
توبہ تو ٹوٹی نہ پر عہد تمہارا ٹوٹا

زلف کا پیچ مرے دل کا خریدار ہوا
خوب سودا یہ اجل کا سرِ بازار ہوا

پیچ مین زلفِ سیہ کے مین گرفتار ہوا
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا دستو آزار ہوا

بارہا رنج محبت مین اُٹھائے مینے
پر نہ اس طرح کبھی عشق کا اظہار ہوا

جو کوئی دیکھے ہے حسرت سے یہی کہتا ہے
تو سچ بتا دے کہ یہ کیسا تجھے آزار ہوا

ذبح کے بعد یہ قاتل نے تاسف سے کہا
ہو بُرا عشق کا یہ جرم سزاوار ہوا

دیکھکر زلفِ پریشان کو پریشان ہوا مین
چشم بیمار کو مین دیکھ کے بیمار ہوا

جیتے جی نشۂ الفت مین تھا مدہوش **وزیر**
مر گیا عشق مین تو بھی نہ وہ ہشیار ہوا

چاہ کر آپ کو مشہور مین نادان ہوا
طاقت و صبر و دل و جان کا نقصان ہوا

فصلِ گل گلشن و گلزار سے کیا مجکو غرض
داغ فرقت سے ہی دل میرا گلستان ہوا

راز کو عشق کے اس طرح چھپایا ہمنے
وردِ جان نام صنم ہاتہ مین قرآن ہوا

شبِ غم نالۂ پرشور نے پھونکا وہ صور
دفعتاً چاک قیامت کا گریبان ہوا

حلقے دکھلاتی ہین جو ران جنان گیسو کے
باغ جنت بھی ہمارے لئے زندان ہوا

کیا کہون پہلو کہ میری سیلے کیا جھگڑے ہے تو
مین ہا منت کنان اور وہ صنم روٹھا ہوا

حشر تک تڑپے نہ کیونکر ہمدمو وہ نیم جان
جو کہ کشتہ ایکبار اُس تیغ ابرو کا ہوا

فکر مضمون کمر باریک سے یان تک وزیر
خون دل اپنا پیا اور درد پہلو کا ہوا

خبر بربادی گلشن کی گر تو باغبان کرتا
تو مین نہ خار جون بلبل یہان پر آشیان کرتا

اگر مین جانتا وہ بیوفا برباد کردے گا
تو کیون مین خاک کو اپنی غبار آستان کرتا

مرے لب سے اگر نالہ شب فرقت نکلتا
تو پیدا وہ زمین سے زلزلہ تا لامکان کرتا

رہ الفت مین اے یارو نہوتا گر ضرر جان کا
تو دعوی عشقبازی کا ہر اک پیر و جوان کرتا

وزیر اُسکو نگرتا ہوتا گر زیر و زبر عالم
زمین نیچے نکرتا اور نہ اونچا آسمان کرتا

اُسکے ماتھے سے جو افشانکا ستارا ٹوٹتا
غل ہوا یہ سر خورشید سے تارا ٹوٹتا

سخت جانی سے تو خنجر بھی دودھارا ٹوٹتا
موت کا تھا جو سہارا وہ سہارا ٹوٹتا

باندھ اے گریہ بہت تار نہ تو آنسو کا
لوگ کہتے ہین سمندر کا کنارا ٹوٹتا

میل دل اُسکا کہین میری طرف
ہوگیا سب کو یقین کفر نصارا ٹوٹتا

شوق دیدار تو دیکھو کہ ترے کشتہ کا
دم تو ٹوٹتا نہ مگر تار نظارا ٹوٹتا

می کہان ہے یہ خیال بت مخمور کی بو
محتسب شیشہ دل آج ہمارا ٹوٹتا

نکلا نہ دل سے قطرۂ خون ایک زینہار
پیکر تمام خون تیرا پیکان نکل گیا

زانو پہ سر کے رکھتے ہی سر جان نکل گئی
یون موت تھی لکھی مگر ارمان نکل گیا

دود جگر سے میرے ہے بنیاد چرخ کی
سینہ مین جو دہوان تھا یہ وہان نکل گیا

دیوانگی مین شور و بکا ساتھ لے گیا
شہرت عیش کر کے بے سر و سامان نکل گیا

یان تک جلایا شعلۂ خون نے مجھے **وزیر**
گھبرا کے سینہ سے دل سوزان نکل گیا

پایہ در عالی سے ہے کم عرش برین کا
کرسی پہ تو مسکن ہے ترے خاک نشین کا

آنی کی خبر گرم ہے کس گل کی چمن مین
کیون سبزۂ خوابیدہ بنا فرش زمین کا

دل دیتا ہون لیتا نہین وہ شوخ ستمگر
دیوانہ مین ہان کا ہون وہ عاشق ہے نہین کا

کوچہ پہ ترے خلد کا کرتی ہے گمان خلق
شک نقش قدم پر ہے سلیمان کے نگین کا

مین بھی تو **وزیر** امت حضرت مین ہون بیشک
حصہ مین مرے آئے گا چک خلد برین کا

مبتلا جب سے مین رشک چشم آہو کا ہوا
عالم آنکھون مین مرے میدان ایک ہو کا ہوا

موتہ چڑایا چاند کا گل نے تو شبنم نے کہا
آسمان کے صاف موتہ مین آئے گا تھوکا ہوا

دم شماری ہو بھلا اس خاک کے پتلی کی خاک
یہ ازل کے روز سے اک دم کا ہے پھونکا ہوا

ابر اشک چشم کا مین اس قدر ممنون ہوا
کر دیا اس نے ہرا پھر یہ شجر سوکھا ہوا

مٹ نہین سکتا لکھا تقدیر کا
دخل یان ممکن نہین تدبیر کا

پاے دل اپنا اسیرِ گیسو ترا
اُنس ہے دیوانہ کو زنجیر کا

فیضِ خون سے میرے تو مقتل مین آج
کہل گیا جوہر تری شمشیر کا

ناتوان زندان مین ہے تیرا اسیر
لے طرح جہنکا ندے زنجیر کا

جس قدر چاہے تو کر جور و ستم
مین تو عاشق ہون تری تصویر کا

مین اُسے ملتا نہین اور وہ مجہے
انقلاب ایسا ہوا تقدیر کا

گفتگو چلتی نہین آگے ترے
سلسلہ ہے بند یان تقریر کا

طرفہ کیفیت گزرتی ہے اسپر
حالِ دل پوچہو کوئی نخچیر کا

بوسہ لونگا مین جو ہونا ہو سو ہو
خوف ہے کسکو یہان تعذیر کا

ابروے دلدار کرتی ہے جو قتل
کیا دم وخم لے گئی شمشیر کا

منتِ فتراک سے ہے شکلِ کمند
حلقہ حلقہ راہ مین نخچیر کا

مین اسیرِ زلفِ جانان ہو گیا
ہاتہ آیا سلسلہ زنجیر کا

تابِ دوزخ سے تجہے کیا ڈر وزیر
سر پہ ہے سایہ ترے شبیر کا ۲

کیا سامنے سے وہ گلِ خندان نکل گیا
آنکھون کے آگے گویا گلستان نکل گیا

وحشت مین ہوش رہتا نہین ہے لباس کا
دامن اگر رہا تو گریبان نکل گیا

ایک انگارا سا روشن ہے کسی کی یاد آب
وصف تنگی دہان سے ہیں ہوا پشت دوتا

آتش عشق کا دل ہیں یہ شرر چھوڑ دیا
نہ بندھا اسلیے مضمون کمر چھوڑ دیا

ملک معنی ہے مرے زیر نگیں لیک **وزیر**
ترک آداب سمجھ تخت ظفر چھوڑ دیا

چمن سے غلغلہ جاتا رہا فریاد و زاری کا
سنا ہے جب سے مژدہ آمد فصل بہاری کا

نہ پوچھے کوئی باعث اس ہماری آہ و زاری کا
دکھایا ہجر نے صدمہ نہ کیا کیا انتظاری کا

بہار آئی ہوا نشو و نما پھر لالہ و گل کو
ہوا رنگ دگرگون پھر ہمارے زخم کاری کا

اگرچہ پھر نکلیں سب یہ کہتے ہیں وہ آئے ہیں
مگر جاتا نہیں ہے دل سے کھٹکا بیقراری کا

نہ بیٹھو بزم میں غیروں کی سمجھ جاؤ کہا مانو
اثر اک روز ہوگا دیکھنا اس بیقراری کا

یہ مانا تمکو جرأت ہے ہمارے قتل کرنے کی
ولیکن ہمکو بھی دعوی ہے اپنی جان نثاری کا

پر سنا جاتا کب تھا ہوئی مدت کہ یہ ہم سے
فلک انداز سیکھا ہے ہماری اشکباری کا

یقین ہے اسکو بھی رحم آئیگا جذب محبت سے
اگر یوں ہی رہا عالم ہماری بیقراری کا

لیا دل پہلے تو ہنسکر رلایا آخرش ہمکو
عجب انداز سیکھا ہے تو مطلب بر آری کا

نکل کر اک قدم گھر سے کیا پامال عالم کو
نرالا ڈھنگ ہے رفتار میں کیا وضعداری کا

کیا ہمنے **وزیر** آخر یہاں نامہ سیہ اپنا
خیال آیا نہ کچھ بھی عاقبت کی شرمساری کا

ہمسری اور مری ماہ لقا سے تو بہ — مونہ تو آئینہ مین دیکھے مہ انور اپنا

نسخۂ عشق مین اب نام وفا تو لکھ دو — بنگیا جسم رنگین سو کہے سطر اپنا

وہ ہمارے ہی لئے غیر کو گردون نے دیا — ہمنے کینہ جو نکالا دل مضطر اپنا

ہمسے گمنام کہان جائین کہ ٹہرا اب تو — تیرا کوچہ صفت نقش نگین گہر اپنا

پر کترے دیتا ہے وہ نوستم ایجاد وزیر
نامہ بر بنکے جو جاتا ہے کبوتر اپنا

بندہ برب کعبہ ہون مین اُس قدیر کا — پیدا نظیر ہی نہین جس بے نظیر کا

اے سوز غم جلا نہ مرے جسم زار کو — یہ آشیانہ ہے دل مرغ اسیر کا

بوسہ تو اپنے عاشق مسکین کو دیجئے — کوئی سوال رد نہین کرتا فقیر کا

لیجاتا مجھ سے اشک کے دریا ہزار ہا — کیون فلک کوہکن نے کہا جوی شیر کا

گر ذوق بندش سخن عاشقانہ ہے — دیوان دیکھو حضرت شاہ نصیر کا

مین سرگران ہون بار معاصی سے کسلئے — سر پر ہے میرے ہاتھ مرے دستگیر کا

اے شاہ شاہدان یہ جہان بے ثبات ہے
مت کر غرور مان کہا اب وزیر کا

آہ نے میری جو مدت سے اثر چھوڑ دیا — صاف پہلو کا مرے دل نے بھی گہر چھوڑ دیا

رات محفل مین تو ہمدوش رہا غیرون سے — دل مین کچھ اور ہی آئی تھی مگر چھوڑ دیا

تیر دل میں ہے دل ہے تیر کے ساتھ
آپ کو پر نظر نہیں آتا

در تو یہ بھی ولے ہے پر ساقی
مدعا اپنا بر نہیں آتا

نہیں جاتا وہ کس طرف لیکن
نہیں آتا ادھر نہیں آتا

پاس اظہار نے گلا گھونٹا
لب پہ دود جگر نہیں آتا

تو بس اے مرگ ہو چکا جینا
وہ مسیحا اگر نہیں آتا

مرض عشق دیکھ کر افسوس
کوئی بھی چارہ گر نہیں آتا

دیدیا کیا کسی کو تم نے **وزیر**
آج کیون دل نظر نہیں آتا

ہمدمو کیا کہون حال دل مضطر اپنا
تم پہ کھلجائیگا اک روز یہ دفتر اپنا

شکوۂ غیر ہو کیا دوست ہے بدتر اپنا
نکلا دشمن وہی سمجھا جسے یاور اپنا

دوست دشمن ہوئے جاتے ہین مقدر اپنا
تم رقیبون کو بنا لیتے ہو کیونکر اپنا

نامہ میرا لئے پھرتا ہے کبوتر یعنی
ایک مدت سے ہے چکر مین مقدر اپنا

قتل مجکو جو کیا خوب کیا اے قاتل
صاف کرلے تو خدا کے لئے خنجر اپنا

بھول جائے ابھی سیماب تڑپ کو اپنی
گر دکھاؤن مین اُسے دل مضطر اپنا

رخ خورشید خجل کو نہ دکھاتے ہین آج
مژدہ اے بخت کہ ہے اوج پہ اختر اپنا

عشق اُس غیرت لیلیٰ نے کیا میرا پسند
کہدو مجنون سے کہ لیجائے وہ بستر اپنا

بتھا کے تم جسے دیتے تھے بار بار اٹھا
جہان سے آج وہ جاتا ہے جان نثار اٹھا

ظہور حشر ہوے شک تمام عالم مین
جو زلف چہرہ سے دو اپنے ایکبار اٹھا

برنگ شمع یہ بزم جہان طلسم کی ہے
جو آیا خندان یہان وہ بچشم زار اٹھا

ہزارون بزم نشین دل کو تھام بیٹھ گئے
نئی ادا سے جو وہ شب کو گلعذار اٹھا

صفا کرون روش باغ کو مین مژگان سے
جو آپ آئینگے آنکھون سے لونگا خار اٹھا

خبر ہے تمکو بھلا میری اب یہ حضرت عشق
تمہارے آتے ہی بس صبر اور قرار اٹھا

یہی تمنا ہے دل سے **وزیر** کی یارب
کہ اہلبیت کے سایہ مین باوقار اٹھا

بر مین وہ سیمبر نہین آتا
مدعا دل کا بر نہین آتا

خون دل مین رہا نہین شاید
جو نظر چشم تر نہین آتا

ہم تو بے مول جان دیتے ہین
پر نظر مفت بر نہین آتا

لاکھ مطلب ہین پر فلک تجھ سے
ایک مطلب بھی بر نہین آتا

عشق مین امتحان کرتے ہے
ہمکو کیا کیا ہنر نہین آتا

عشق مین صرف ہے دل و جان کا
کام کچھ زور و زر نہین آتا

تیرا کوچہ ہے کب عدم سے کم
وان گیا پھر بشر نہین آتا

روز و شب تمکو کام ہے شر سے
ایک شر ہم مین نظر نہین آتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے خامے کے لب پر نام ہے محبوب محمدؐ کا
رکھا دیوان نے سر پر تاج بسم اللہ کے مد کا

فرشتے کیا خدا بھی جسکا خود مداح ہوتا ہے
بیان پھر کس طرح انسان سے ہو وصف احمدؐ کا

شرف ہے آستان کو شاہ شرف الدین قلندر کے
کہ درویشانِ عالم کو وہی کعبہ ہے مقصد کا

شہید کربلا یہ عرض ہے تم سے کہ محشر میں
رہے دامن مرے سر پر تمہارے جدِ امجد کا

وہی ملجاے عالم ہے وہی شافع ہے محشر میں
وہی قبلہ ہے حاجت کا وہی کعبہ ہے مقصد کا

مہ و خورشید خاکِ در کو آنکھوں سے لگاتے ہیں
برابر رات دن فیضان ہے نورِ محمدؐ کا

لیا میں نے سبق پہلے ہی آزادی کا مکتب میں
تحریرِ تختۂ اول ہے میری مشق ابجد کا

رخِ خورشید کا ہے غالیہ خاکِ درِ اقدس
ہر ایک ذرہ ستارہ ہے کلاہ فرق فرقد کا

وزیرِ ناتوان کی آرزو ہے یہ شہِ والا
طواف کعبہ کر کے ہوں میں زائر تیرے مرقد کا

حال رہا تو کوئی دن مین عدم کا رہگزری ہون اکثر یہ ابیات ذیل مکرر ہات کو سناتا رہتا ہون **ابیات** دنیا ہیچست وشادی وغم ہیچست + ہنگامہ شور و بزم ماتم ہیچست + رو دل بیکے دہ کہ دو عالم ہیچست + این نیز فرو گزار کاین ہم ہیچست + اب یاد خدا بھی چاہئے نظم ونثر کا تو تھوڑا بہت بعنایت ایزدی اچھا انتظام ہو گیا دور و نزدیک گمنامون مین میرا نام ہو گیا اگر اُسنے چاہا تو قیامت تک مصنف دیوان کے ساتھ میرا بھی نام رہیگا اب امیدوار ہون اتنی بات کا خواستگار ہون کہ اس فرو ماندہ کشتاکش معاصی کے مصنف دیوان کے ساتھ خاتمہ بالخیر ہو نیکی ناظرین دعا مانگیں عیوب کو نسیان وخطاے بشری پر محول فرمائین اُنظر الی ما قال پر نظر رہے ولاتنظر الی من قال پر خیال نہ فرمائین الله بس ماسوائے ہوس

سنبل بنا دیا ہے عارض کو بدستور گل بنا دیا ہے ناظرین کی آنکھیں اس گلستان کی سیر سے
گل بدامن ہیں سامعین کے کان ذکر گلفشانی سن سن کر مصروف گلگشت گلشن ہیں اس
مصنف سحر بیان کا سیدھا سیدھا کلام شاہد کج کلہ معانی کے لیے کیسا گران بہا پیرایہ ہے
اور اس جادو سخن کے صاف صاف سخن کا کیا بلند پایہ ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ درویش
گوشہ نشین فضول ثنا گستر ہے صاحب جو حاتم کی ہمنے کیا دولت اُڑائی ہے کہ اُسکی سخاوت
کی مدح کیا کرتے ہیں رستم سے کس دن ہمنے شکست فاش کھائی ہے کہ اُسکی شجاعت
کی تعریف کیا کرتے ہیں صاحب دیوان نے اس دیوان کا مجھسے جو دیباچہ اردو میں
لکھایا ہے ظاہر ہے کہ سونے کو کسوٹی پر چڑھایا ہے علم و ہنر سے اگرچہ فی الحقیقت عاری
ہوں الا ابتک برس سے محو سخن گذاری ہوں مبدء فیاض کا یہ احسان ہے کہ طبیعت
میری رسا اور ذہن میرا سلیم ہے مناسبت اس فن کے ساتھ خداداد ہے اسپر
تربیت اُستاد حسن و قبح ترکیب بلاغت رعایت محاورہ کنایہ جاننے لگا تھا
سیدھے سیدھے اردو کے غوامض پہچاننے لگا تھا سو مدت ہوئی کہ اس فن سے
بیگانہ ہو گیا اب اور بھی کچھ زمانہ ہو گیا عمر رفتہ کا ہر دم پیش نظر خیال ہے اب جو کچھ
لکھا ہے باسی کڑہی کا اُبال ہے دست فلک سے سراپا نالہ پر شور ہوں ہجوم آلام
روحانی سے زندہ در گور ہوں ۵ درکشاکش ضعفم نگسلد روان از تن + اینکہ
من نمی میرم ہم از ناتوانیہا ست + حوادثات دنیوی سے چراغ سحری ہوں کہ

شاہد سخن بصد ناز و ادا چہرہ سے نقاب کشا ہے شگوفۂ فکرت بہار غنچہ و کرشمہ جلوہ نما ہے
کوئی یہ نہ سمجھے کہ عالم ذی جوہروں سے معرا ہے اور سخنور و سخن ہم آشیانہ عنقا ہے
انوری سے کیا کیا شب تار سخن میں نور ہوا ظہوری سے کیا کیا تازہ مضامین کا ظہور ہوا
؎ پر فیض سخن سدا ہے باقی + دریا تھیں کار بند ساقی + تازہ تازہ مضامین ہیں
نئے نئے معانی دلنشین ہیں کہیں محاورہ لطف دے رہا ہے کہیں رعایت کا ہجوم ہے کہیں
بلاغت کا مضمون ہے کہیں اشعار کا معاملہ دلدادوں کے ہوش لے رہا ہے اگر سخن بصورت
انسان پیدا ہوتا تو اُس صورت میں ہم کیا کہتے کہ کیسا ہوتا اُس پری پیکر و دلفریب کی
دید سے بے بادہ مستی ہوتی اور یہ صنم پرستی بھی لاریب حق پرستی ہوتی اہل معنی بلکہ تمام
صورت پرست کیا محو جلوہ انوار ہو جاتے انداز و ناز و کرشمہ چھب بانکپن اسکی دیکھ کر آئینہ دار
ہو جاتے کیا عمدہ یہ شغل سخن ہے سچ ہے کہ دل اندوہگین کے بہلانے کے لئے اچھا فن ہے سودا کہاں
گئے ذوق کہاں گئے غالب ختم الشعرا کہاں گئے یہ لوگ اگر اہل سخن ہوتے تو ہم ضرور کہتے کہ بے
نام و نشان گئے شعر اک نغز یہ موزون ہے مگر واہ کیا موزون ہے - جادو ہے طلسم ہے سحر ہے افسون
ہے سخن یوسف ہے ہمارے خانصاحب ممدوح نے اسکو اس چاہ سے نکالا ہے زلیخائے
دل نکتہ دانان کے گھر عید ہے مسرت ہی مسرت ہے ملال ناپید ہے جلوہ حسن جہانتاب معنی
اسکو دوبالا ہے یہ دیوان کہ رشک ایوان قلب صاحبان ادراک ہے خس و خاشاک اسقام و
عیوب سے کیسا پاک ہے شاعر کی شاعری دیکھو سخنور کی سخنوری دیکھو زلف کو فی الحقیقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاد تو بند بر زبان نطق سخن سرای را | فکر تو باعث جنون عقل گرہ کشای را

خالق کی حمد کا حق مخلوق سے ادا ہوتا نہایت عجیب ہے سخن آفرین کی تعریف سخن آموز سے
ممکن کب ہے شعر عالم ہمہ مرات جمال ازلیست + می باید دید و دم نمی باید زد + مرتبہ
نعت رسول مقبول کا بھی تو حمد سے کم نہیں جبکہ خود خدا ثنا گر ہو اسکی ثنا گستری کے
لائق ہم نہیں جبکہ یہ خادم الاطبا روے زمین کمترین ہر نکتہ سنج محمد فصیح الدین
رنج اداے حق حمد و نعت سے مجبور ہے اور خوب جانتا ہے کہ یہ دلی بہت دور ہے تو
مشتاقان بیتاب کو مسرت کا پیام اور منتظران دیدہ براہ کو صلاے عام یاران
سخن پسند کو مژدہ روحی اور مسکنان کلام کو پیغام صبوحی دیدہ وران کو بشارت جلا
اور گوش سخن شنوایان کو خوشی کی ندا خرد خرد وران کو اجازت افزایش اور فہم معنی رس ان کو
حکم گنجایش دیتا ہے کہ ان دنوں میں ماہ اوج کمال یعنی میرے قدیمی مخدوم دوست محمد وزیر خان
صاحب کوتوال وزیر تخلص نے اپنے دیوان کو میری ترغیب سے مرتب کیا ہے دیکھو

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا
دیوان